ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

3 رجب المرجب 1442ھ | مارچ 2021ء

عزم وہمت اور صبر واستقامت کے 91 سال

مَوتُ العَالِمِ مَوتُ العَالَم

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے

آخری فرزند اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر

حضرت پیر جی

سیّد عطاءُ المُہیمن بُخاری

انتقال فرما گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیوں سمیت تمام غیرمسلموں کو دعوت اسلام دینے کے لیے داعیان الی اللہ کی تیاری

زیر سرپرستی

ابن امیر شریعت

حضرت مولانا پیرجی

سید عطاء المہیمن شاہ بخاری

امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

پانچواں سالانہ — 10 روزہ

ان شاء اللہ

دورہ تربیت المبلغین

26 مارچ تا 4 اپریل 2021 — 11 تا 20 شعبان المعظم 1442ھ

ایوان احرار C-69 نیو مسلم ٹاؤن

وحدت روڈ لاہور

شرائط داخلہ

سکول و کالجز کے طلباء کے لیے تعلیم کم از کم بی اے

مدارس کے طلباء کے لیے درس نظامی

اصل قومی شناختی کارڈ اور اس کی فوٹو کاپی ہمراہ لائیں

اختتام کورس پر شرکاء کو کتابوں کا سیٹ اور سند دی جائے گی

نوٹ | موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں

جس میں

جید علماء کرام، مذہبی سکالرز اور سابق قادیانی ماہرین کی ٹیم جدید ترین سمعی بصری ذرائع ابلاغ کے ساتھ داعیان کی تیاری کروائیں گے

زیر نگرانی

استاذ العلماء حضرت مولانا فضل الرحیم اشرفی دامت برکاتہم العالیہ — مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

حضرت مولانا محب النبی دامت برکاتہم العالیہ — امیر جمعیت علماء اسلام ضلع لاہور

مفکر اسلام عظیم دانشور شیخ الحدیث حضرت مولانا علامہ زاہد الراشدی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

محترم جناب حاجی عبداللطیف خالد چیمہ صاحب — جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام پاکستان

حضرت مولانا قاری محمد یوسف احرار صاحب — مجلس احرار اسلام پاکستان

مدرسین

حافظ سید محمد کفیل شاہ بخاری — مجلس احرار اسلام پاکستان

پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی صاحب — مدیر قرآن محل ملتان

حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری — مجلس احرار اسلام پاکستان

مجاہد ختم نبوۃ پروفیسر محمد متین خالد صاحب

حضرت مولانا نور اللہ رشیدی صاحب — ادارہ تبلیغ اسلام کراچی

محترم جناب عبدالوارث گل صاحب — نومسلم سابق عیسائی، جنرل سیکرٹری حقوق الناس فاؤنڈیشن

مبلغ اسلام عزیز رضوان

حضرت مولانا عبداللہ صاحب

پروفیسر طاہر احمد ڈار

مناظر ختم نبوت محمد مغیرہ صاحب

محمد اویس صاحب

نوٹ

کورس کا آغاز ہفتہ کی صبح سے کر دیا جائے گا لہٰذا شرکت کے خواہشمند جمعہ کی شام تک تشریف لے آئیں

برائے رابطہ

ڈاکٹر محمد آصف 0300 9522878

شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت مجلس احرار اسلام پاکستان

اسامہ ڈیزائننگ 0300-4037315 0305-5395681

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 32 شمارہ 03 | مارچ 2021ء / رجب المرجب ۱۴۴۲ھ

Regd.M.NO.32

تشکیل

اداریہ	اب دیکھنے کو جن کے آنکھیں ترستیاں ہیں	سید محمد کفیل بخاری	2
شذرات	عرضِ احوال	عبداللطیف خالد چیمہ	4
دین و دانش	امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (دوسری قسط)	امام اہل سنّت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ	9
//	فدک کی حقیقت (تیسری قسط)	غلام مصطفیٰ	14
خصوصی گوشہ بیاد: حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاریؒ	مختصر احوال و تعارف: ابن امیر شریعت، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ	سید محمد کفیل بخاری	19
//	میرے اَب وجَد کی آخری نشانی	سید محمد معاویہ بخاری	23
//	امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی آخری نشانی	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	33
//	حضرت پیر جی بھی ہمیں چھوڑ گئے	پروفیسر خالد شبیر احمد	35
//	تاجدارِ ختم نبوت کے سپاہی	مولانا محمد احمد حافظ	36
//	یادگار عکسِ تحریر	مولانا محمد فیاض خان سواتی	40
//	آفتاب غروب ہوگیا	حبیب الرحمٰن بٹالوی	41
//	میرے پیر جی	شیخ الطاف الرحمٰن بٹالوی	44
//	قائدِ احرار کا سفرِ آخرت	فرحان الحق حقانی	46
//	حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری کے سانحۂ ارتحال پر	پروفیسر خالد شبیر احمد	48
//	ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ بخاری	ابوسفیان تائبؔ	49
//	شباہتِ بخاری	ابوسفیان تائبؔ	50
	نالۂ دل	حضرت مولانا منظور احمد نعمانی	
تاریخ احرار	تاریخ احرار (گیارہویں قسط)	مفکر احرار چودھری افضل حق	51
اخبار الاحرار	اخبار الاحرار	ادارہ	58
ترحیم	مسافرانِ آخرت	ادارہ	64

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

بیاد

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رُفقائے فکر

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • ڈاکٹر عمر فاروق احرار

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید عطاء اللہ ثالث بخاری

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک	300/- روپے
بیرون ملک	5000/- روپے
فی شمارہ	30/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎ 061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

شعبۂ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوۃ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

سید محمد کفیل بخاری دل کی بات

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اب دیکھنے کو جن کے آنکھیں ترستیاں ہیں

ابنِ امیر شریعت، قائد احرار، حضرت پیر جی

سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ ارتحال

مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر و قائد، امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے چوتھے اور آخری فرزند حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری 23 جمادی الثانی 1442ھ / 6 فروری 2021ء بروز ہفتہ 77 برس کی عمر میں ملتان میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ، امیر شریعت کی اولاد میں آخری نشانی تھے۔ وہ ایک عظیم باپ کے عظیم فرزند تھے۔ علم دین، محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اتباعِ سنت، دعوت و تبلیغ، خطابت، حق گوئی و بے باکی، جرأت و شجاعت، سخاوت و فیاضی اور فقر و استغناء جیسی عظیم الشان نعمتیں انھیں ورثہ میں ملی تھیں۔ اُن کی انفرادی و اجتماعی زندگی میں تضاد نہ تھا۔ کم و بیش پچاس برس انھیں پورے شعور کے ساتھ دیکھا، سنا اور پرکھا۔ اُن کی پوری زندگی تقویٰ و للّٰہیت کے نور سے منور و مزیّن تھی۔ وہ اپنے عہد میں فقرِ بوذر (رضی اللہ عنہ) کی چلتی پھرتی مثال اور توکل علی اللہ کا عملی نمونہ تھے۔

دسمبر 1999ء میں آپ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر منتخب ہوئے۔ کم و بیش 21 برس وہ مجلس کے امیر رہے۔ مجلس شوریٰ کے ہر انتخابی اجلاس میں عہدہ قبول کرنے سے انکار فرماتے، لیکن جماعت نے ہمیشہ اُن کی قیادت پر اعتماد بھی کیا اور فخر بھی۔ نام و نمود کی خواہش و کوشش دونوں سے بے زار تھے۔ ہمیشہ چھوٹوں کو بڑا کرنے کی کوشش کرتے۔ عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کی جدوجہد کو ایمان کا جزوِ اعظم سمجھتے۔ تمام عمر اسی مقدس مشن کی آبیاری میں صرف اور خرچ کر دی۔

مجلس احرار اسلام کو اپنے اسلاف کی مقدس امانت سمجھتے ہوئے زندہ و جاوید رکھا۔ مجلس کے امیر ہونے کے باوجود عام کارکن کی طرح رہتے۔ کارکنوں میں بیٹھنے اور اُن کے ساتھ مل کر کام کرنے کو ہمیشہ ترجیح دیتے۔ انھیں کم و

بیش 14 برس مدینہ منورہ میں حضور خاتم النبیین سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر قدمین مبارک میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا۔ وہ اپنے وقت کے ولی اللہ تھے۔ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ نے فقر و درویشی میں استقامت اور مجاہدے والی زندگی گزاری۔ وہ اپنے عظیم والد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خوبیوں کا عکس جمیل تھے۔

اللہ تعالیٰ نے انھیں دنیا میں عزت دی اور آخرت میں بھی عزت عطا فرمائیں گے، ان شاء اللہ۔ اڑھائی تین سال سے علالت کی وجہ سے اجتماعی سرگرمیاں معطل ہوگئی تھیں، لیکن انھیں اس کا بہت قلق تھا۔ جس کا ازالہ وہ سالانہ ختمِ نبوت کانفرنس وجلوس دعوتِ اسلام چناب نگر میں شرکت سے کرتے۔ گزشتہ دو سال سے وہ ایمبولینس میں لیٹ کر ملتان سے چناب نگر تشریف لا رہے تھے۔ فرماتے:

> ”مجھے ختمِ نبوت کے کام سے نہ روکو، خواہ کچھ بھی ہو جائے میں بہر صورت ختمِ نبوت کانفرنس میں شرکت کروں گا“۔

7/فروری کو قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان کے اسٹیڈیم میں اُن کی نمازِ جنازہ بڑی شان وشوکت سے ادا ہوئی۔ بلا مبالغہ اُن کے جنازے میں ہزاروں لوگ شریک ہوئے۔ اسٹیڈیم اپنی تنگ دامانی کا منظر پیش کر رہا تھا۔ اُن کے اجتماعِ جنازہ میں بھی عقیدۂ ختمِ نبوت اور ناموسِ رسالت کے تحفظ کا عہد کیا گیا۔

حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ اپنی حیاتِ مستعار کا سفر مکمل کر کے دارِ فنا سے دارِ بقا کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ مجلس احرارِ اسلام اُن کی سپرد کی ہوئی امانت ہے۔ ان شاء اللہ ہم اس امانت کی حفاظت کریں گے، عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ، ناموسِ صحابہؓ کے دفاع اور اسلام کی دعوت وتبلیغ کا فریضہ پوری آب وتاب کے ساتھ جاری رہے گا۔

اشاعتِ خاص

قائد احرار پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ان شاء اللہ ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت خاص نمبر شائع کر رہا ہے، احباب اپنے مضامین، یادداشتیں، خطوط وغیرہ جلد از جلد ارسال کریں تاکہ شاملِ اشاعت ہوسکیں۔ (ادارہ)

عبداللطیف خالد چیمہ

عرضِ احوال

21 دسمبر 2020ء پیر کو برادر عزیز حافظ محمد حبیب اللہ چیمہ کی رحلت اور بعد کی صورتحال تادم تحریر گھمبیر ہے، ذاتی ، خاندانی ، کاروباری ، جماعتی اور دیگر مصروفیات میں بے پناہ اضافہ ہو چکا ہے۔ گزشتہ اڑھائی ماہ کس طرح اور کیسے گزرے؟ میرا اللہ ہی جانتا ہے، شہر کی قدیمی مرکزی جامع مسجد بلاک نمبر 12 جو احرار کی قدیم سے جولان گاہ ہے کے ماحول میں بغض احرار میں جل جل کے کوئلہ ہو جانے والے معاندین احرار جو اصل میں فتنۂ سبائیت سے متاثر ہیں، اپنا بغض و حسد نکالنے کیلئے ہمارے وجود کو ختم کرنے کیلئے سبائی ہتھکنڈے استعمال کرتے رہے، بلکہ ہنوز کر رہے ہیں۔ تاہم، ابھی ہم سب برادر عزیز مرحوم کے انتقال کے غم میں بہت زیادہ مبتلا تھے کہ حضرت قائد احرار پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری 6 فروری 2021 ہفتہ کو داغ مفارقت دے گئے۔ چیچہ وطنی میں فدائے احرار شیخ اللہ رکھا مرحوم کے بعد حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے 1966ء سے لیکر 1976 تک تقریباً دس سال چیچہ وطنی قیام فرمایا اور احرار کو جلا بخشی۔ اس دوران ایوب خان کے خلاف عوامی جمہوری تحریک کو منظم کیا اور جامع مسجد سے جلوس نکالا، گرفتار ہوئے بلاک نمبر 11 میں ایک قادیانی سرور کی دکان کو رات کے اندھیرے میں جلا دیا گیا پولیس نے تفتیش کی تفتیشی افسر نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ یہ کام سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے بیٹے کا نہیں ہو سکتا اگر وہ (سید عطاء المہیمن بخاری) کرتے تو دن کے بارہ بجے کرتے یہ آگ تو رات 12 بجے لگی۔ 1971 میں یحیٰی خان کے مارشل لاء کے دوران دو دفعہ سنٹرل جیل ساہیوال میں مجموعی طور پر تقریباً ایک سال کا عرصہ ہمت، جرأت و استقامت سے گزارا۔ اس دوران دیگر تینوں فرزندان امیر شریعت اور اکابر احرار برابر چیچہ وطنی تشریف لاتے اور ساتھیوں کو حوصلہ دیتے مرکزی جامع مسجد سے متصل حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانوی رحمتہ اللہ علیہ کا حجرہ ہوتا تھا جس کے ساتھ بعد میں دارالعلوم ختم نبوت کی مرکزی درس گاہ بنی جو اس وقت کے جنرل سیکرٹری انجمن اسلامیہ جامع مسجد شیخ محمد انوار الحق نے باضابطہ ہماری تحویل میں دیدیا ۔ ہمارے نظریاتی بزرگ حضرت مولانا غلام محمد فدائے احرار شیخ اللہ رکھا کے علاوہ ہمارے خاندانی بزرگ چودھری نصیر احمد چیمہ میرے والد گرامی حافظ عبدالرشید چیمہ اور خالو چودھری محمد ارشاد چیمہ کے علاوہ دیگر بزرگوں اور حضرات کا تعلق بھی انجمن اسلامیہ جامع مسجد سے ہی رہا اور تمام نے جامع مسجد کی دن رات خدمت کی۔

1971ء میں چیچہ وطنی کی سطح پر برپا ہونے والی مشہور زمانہ تحریک ختم نبوت کا مرکز بھی جامع مسجد تھا جس میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے سابق امیر مرکزیہ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ نے جواں مردی سے جیل کاٹی اور ایک تاریخ رقم کی ان کی گرفتاری بھی جامع مسجد سے ہی ہوئی راقم الحروف بچپن ہونے کے باوجود ان مناظر کا نہ صرف عینی شاہد ہے بلکہ سب امور میں شامل بھی رہا۔

ایسے بھی تھے لوگ: 1970ء کے لگ بھگ ایک رمضان المبارک کی نماز تراویح میں حضرت قائد احرار پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ نے ایک مکمل قرآن پاک اسی جامع مسجد میں سنایا اور قرآن پاک کے اختتام سے ایک روز قبل انجمن اسلامیہ جامع مسجد کی طرف سے شیخ محمد انوار الحق نے نماز تراویح کے بعد اعلان کیا کہ کل ختم قرآن

پاک ہے اور جن لوگوں نے خدمت اور مٹھائی میں حصہ ڈالنا ہے وہ دل کھول کر چندہ دیں۔ اس پر حضرت پیر جی صاحب رحمہ اللہ کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ قرآن پاک سنانے کے حوالے سے میری خدمت کی نیت سے کوئی چندہ نہ دیا جائے جس نے دینا ہے وہ میری خدمت سمجھ کر نہ دے اور نہ مجھے اس کو کوئی حاجت وضرورت ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ میرے بھائی حافظ محمد حبیب اللہ مرحوم کو گھٹی (تحنیک) بھی پیر جی سے تھی۔ اور حافظ حبیب اللہ مرحوم کی تدفین کے وقت روضۂ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم سے لائی ہوئی جنت کی پاک مٹی ان کی میت کے ساتھ رکھی گئی تھی جو حضرت پیر جی صاحب رحمہ اللہ کو مدینہ منورہ میں کسی نے عطا کی تھی اور انہوں نے حافظ صاحب مرحوم کو عطا فرمائی تھی۔ یہ حافظ صاحب کی وصیت تھی کہ اس مٹی کا کچھ حصہ میری قبر میں رکھا جائے۔

جامع مسجد بلاک نمبر **12** کا قضیۂ نامرضیہ:

اسکول لائف کے دوران جامع مسجد میں ہی مکتبہ معاویہ قائم کیا اور بابا اللہ بخش مرحوم (خادم جامع مسجد) جن کو ہم سب چاچا اللہ بخش کہتے تھے کے حجرے میں ہمارا وقت گزرتا اور مسجد کے انتظام وانصرام میں ہم چھوٹے بچوں کی طرح شوق سے خدمات انجام دیتے تب بھی بعض عزت مآب شخصیات پر نا گواری محسوس ہوتی لیکن امن وامان کے ساتھ یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر ایک لمبی منصوبہ بندی کے تحت: ایک ماہر تعلیم کو لایا گیا بلکہ مسلط کیا گیا۔ جن کے وجود گرامی نے شر وفتن کی انتہاؤں کو چھوا اور مسجد کی تعمیر وترقی کے نام پر جو کچھ کیا یا ہوا اس کیلئے ایک دفتر کی ضرورت ہے۔

اس مسجد کے نظریاتی تشخص خصوصاً تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے شناخت کو محض مجلس احرار اسلام اور دار العلوم ختم نبوت نے ہی پروان چڑھایا۔ یہ مثبت کردار بعض ''صالحین'' کو پسند بھی نہ تھا اور وہ ''متبادل'' ایجنڈے کے طور پر کارروائیوں سے ہمکنار نہ ہو سکے چونکہ بنیاد ہی منفی تھی۔ پھر تحفظ ختم نبوت اور تعلیم القرآن کے قدیمی کام کو کاؤنٹر کرنے کے لیے ''مدرسے میں مدرسہ'' بنانے پر تُل گئے۔ ہمیں یقین دلایا گیا کہ حفظ قرآن کریم کے لیے پہلے سے قائم مدرسے کے کام کو ہرگز نہیں چھیڑا جائے گا۔ لیکن واحسرتا! کہ وہ اس پر بھی قائم نہ رہے اور تاویلوں کے ذریعے ''شر'' کی سرپرستی میں کوئی کسر باقی نہ رہی۔ جامع مسجد کی انتظامیہ کے سابقین شیخ محمد حفیظ مرحوم اور چودھری اختر علی ڈوگر مرحوم کے پاس بیٹھ کر تنازعہ ختم کرنے والے بزعم خویش ''ماہر تعلیم'' نے خود کہا کہ ''میں غلط ہاتھوں میں کھیلتا رہا ہوں آپ (راقم) سے معافی چاہتا ہوں''۔ میں نے یقین کرلیا، معاہدہ ہوا کہ مسجد کی جنوبی جانب کے جملہ کمرہ جات، برآمدہ اور اس کے سامنے قطر نما صحن دار العلوم ختم نبوت (رجسٹرڈ) جامع مسجد کے سپرد کیا جاتا ہے، لیکن وہ نہ صرف اس پر قائم نہ رہے بلکہ ''منکر'' بھی گئے اور صریحاً دروغ گوئی کے ذریعے مسجد کے تقدس کو پامال کرنے والوں کی مکمل سرپرستی کرتے رہے۔ حتیٰ کہ اختلاف کرنے والوں کو دائرہ حق وانسانیت سے نکال کر دائرۂ ''اِرتداد'' تک لایا جانے لگا۔ مسجد کے تقدس کو جس طرح پامال کیا جانے لگا اس کی تفصیل یہاں ہرگز مناسب نہیں۔ واقفان حال سب جانتے ہیں، انتظامیہ میں سے کسی رکن نے کوئی اختلاف کیا تو اس کو سائیڈ پر کر دیا گیا یا پھر انتظامیہ سے ہی نکال دیا گیا۔ مسجد کے خدمت گزار خاندان کے رکن رکین شیخ عبد الحمید صاحب بلاک نمبر 8 کی مثال سب کے سامنے ہے۔ خالص ڈکٹیٹر شپ کی حامل، اعلیٰ اوصاف وخصائل کی مالک یہ شخصیت مکمل طور پر متنازعہ ہو چکی ہے۔ ہمارا جرم یہ ہے کہ ہم ''بولتے'' کیوں ہیں لیکن اپنوں اور بیگانوں (سب) کو یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت امام صاحب مولانا عبد الاحد رحمۃ

اللہ علیہ کے برادرِ خورد حافظ عبدالواحد رحمتہ اللہ علیہ پر جب 1970 کی دہائی میں مشکل وقت آیا تھا تو ہمارے قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے سوا اُن کے ساتھ کوئی کھڑا نہیں ہوا تھا اور اسی مسجد کے اسی منبر پر حضرت حافظ عبدالواحد مرحوم کا ہمت کے ساتھ پورا دفاع کیا تھا۔

تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو ہمیں یاد ہے وہ ذرا ذرا

اب صورتحال یہ ہے کہ اگر ایک مطلق العنان اور متکبر شخصیت کے ہوتے ہوئے مسجد کی نماز کے لیے کوئی تکبیر کہہ دے تو بقول ان کے "یہ دہشت گردی ہے" اور اگر 21 / دسمبر 2021ء کو دن دیہاڑے مدرسہ کے اساتذہ وطلباء اور ائمہ کرام کے ذریعے بلوہ کر کے مدرسے کے کمروں کو یوں مسمار کر دیا جائے جیسے بارڈر پر لڑائی ہو رہی ہو تو یہ اُن کا دینی وقانونی اور آئینی واخلاقی حق بلکہ "ڈیوٹی" ہے۔ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔ اور اس اثناء میں ہراسمنٹ اور صورتحال کی وجہ سے ایک شخص جان جان آفریں کے سپرد کر دے اور اس کا موجب "آنجناب ماہر تعلیم" بنیں تو اس پر پورے ادب کے ساتھ ہم اتنا ضرور عرض کرنا چاہیں گے کہ

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

ہمارا یقین ہے کہ تعصب کے بادل اِن شاء اللہ تعالیٰ ضرور چھٹیں گے اور حقیقی صورتحال آشکارا ہو کر رہے گی ، رہی مسجد پر "قبضے" کی بات کہنے والوں کو خوب یاد رہے کہ جب یہ مسجد ہمارے بزرگوں کی تحویل میں تھی ہم نے اس وقت بھی قبضے کا کبھی نہیں سوچا تھا، ہاں اپنے کام کا دفاع ضرور کیا اور وہ کرتے بھی رہیں گے۔ ویسے بھی مسجدوں پر قبضوں کا مزاج اور ذوق جن کا ہے وہ آپ کے ہی کسی پہلو میں بیٹھے ہوں گے البتہ جامع مسجد سے احرار اور دارالعلوم ختم نبوت کا تعلق ان شاء اللہ تعالیٰ دنیا کی کوئی طاقت نہ تو ختم کر سکی ہے نہ آئندہ کر سکے گی۔

اسی جامع مسجد کے سابق نامور خطیب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرار اسلام پنجاب کے سابق صدر حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانوی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے "متکبر کے سامنے تکبر کو ہم عبادت سمجھتے ہیں" ان کے اس قول کی روشنی میں ہم غرور نخوت، تخوت اور تکبر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ سے اپنے گناہوں اور غلطیوں کی معافی چاہتے ہیں لیکن متکبر کے سامنے تکبر کو ہم بھی حضرت میانوی رحمتہ اللہ علیہ کی تقلید میں عبادت سمجھتے ہیں اور سمجھتے رہیں گے، نخوت سے جو کسی نے ہم کو دیکھا کج اپنی کلاہ ہم نے کر لی، یہ وہ بھی جانتے ہیں کہ ارزاں نہیں ہیں ہم۔ دو میٹھے بول ہم سے فقیروں کا مول ہے۔ 21 دسمبر 2020 کی اس ناگفتہ صورتحال میں بلا استثناء جن اعزہ بزرگوں، دوستوں، اور خصوصا برادر عزیز حافظ محمد حبیب اللہ چیمہ مرحوم کے حلقۂ احباب نے ہماری دل جوئی اور معاونت کی ہم سب کے شکرگزار ہیں اور رہیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بہار آئے گی بے اختیار آئے گی۔ آپ حضرات سے درمندی کے ساتھ گزارش ہے کہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اللہ تعالیٰ آپ اور ہم سب کو شرور وفتن سے محفوظ فرمائیں آمین یارب العالمین۔

شہداء ختم نبوت **1953**ء کو سلام

پاکستان بن جانے کے بعد قادیانی وطن عزیز پر ارتدادی اقتدار کا خواب دیکھنے لگے تو مجلس احرار اسلام نے

تمام مکاتب فکر کو ایک کر کے کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم کی اور بریلوی مکتبہ فکر کے سرکردہ بزرگ حضرت مولانا ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ اس کے سربراہ منتخب ہوئے۔ مجلس عمل نے حکمرانوں کے سامنے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے حوالہ سے جو مطالبات رکھے وہ نہ صرف مسترد کر دیے گئے بلکہ تحریک ختم نبوت کو کچلنے کے لیے ریاستی تشدد ہوا۔ لاہور کے مال روڈ سمیت ملک بھر میں دس ہزار عاشقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے گولیوں سے چھلنی کر دیے گئے۔ احرار جبر کے تمام وار سہ گئے لیکن اپنے موقف اور مطالبات سے پیچھے نہ ہٹے آج ہم آزادی کی فضاء میں تحریک ختم نبوت کو جو آگے بڑھا رہے ہیں اس میں شہداء 1953 کا کلیدی کردار ہے۔ سب سے زیادہ گولی 5 اور 6 مارچ کو چلی۔ انہی شہداء ختم نبوت کی یاد میں ہر سال مارچ میں خاص طور پر شہداء ختم نبوت کانفرنسز کا انعقاد کرتے ہیں تا کہ لہو گرم رہے۔

احرار کی جملہ ماتحت شاخوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ مارچ اور اپریل کے وسط تک شہدائے ختم نبوت 1953ء کو خراج عقیدت پیش کرنے کا اہتمام کریں اور پہلے سے زیادہ متحرک ہو جائیں۔

قائم مقام امیر مرکزیہ کا انتخاب وتقرری

23/ جمادی الاخریٰ 1442ھ مطابق 6/فروری 2021ء بروز ہفتہ، ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ امیر مجلس احرار اسلام پاکستان کے انتقال پر ملال کے بعد باہمی صلاح مشورے کے بعد جماعت کی مرکزی مجلس شوریٰ ایک غیر معمولی اجلاس 12 رجب 1442ھ مطابق 25 فروری 2021ء بروز جمعرات 11 بجے دن تا نماز ظہر مرکزی نائب امیر جناب ملک محمد یوسف (لاہور) کی زیر صدارت منعقد ہوا جس کے بعد مرکز کی جانب سے پریس ریلیز جاری کی گئی اس کا متن یہ ہے

ملتان مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے ایک بھرپور اجلاس میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری کو 2022ء تک کی دستوری مدت کے لیے قائم مقام مرکزی امیر منتخب کر لیا گیا ہے۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے تقریباً پچاس ارکان اور دس مندوبین کا ایک اجلاس دار بنی ہاشم ملتان میں مرکزی نائب امیر ملک محمد یوسف کی صدارت میں منعقد ہوا اور اس میں مرکزی ناظم اعلیٰ عبداللطیف خالد چیمہ نے امیر مرکزیہ کے انتقال سے پیدا ہونے والے دستوری خلا کو پُر کرنے کے لیے طریقہء کار سے ارکان شوریٰ کو آگاہ کیا، جس پر سید محمد کفیل بخاری کو متفقہ طور پر قائم مقام امیر مرکزیہ مقرر کیا گیا جبکہ سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری کو نائب امیر مقرر کیا گیا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ جماعت کی مرکزی مجلس شوریٰ نے جس طرح مجھ پر اعتماد کا اظہار کیا ہے میں اس پر پوری جماعت کا شکر گزار ہوں، انہوں نے کہا کہ ہم اکابر احرار کے مشن کو اس کی روح کے مطابق زندہ و تابندہ رکھیں گے۔ عبداللطیف خالد چیمہ، ملک محمد یوسف، سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری اور دیگر رہنماؤں نے کہا کہ سیاست دین کے تابع ہے، اسلامی نظام کا نفاذ ہماری پہلی و آخری منزل ہے۔ دیگر متعدد اراکینِ شوریٰ نے اپنے خطابات میں حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دینی و ملی اور تعلیمی و تحریکی خدمات کو شاندار الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا اور کہا کہ وہ زہد و تقویٰ کے جس اعلیٰ معیار پر تھے اس کی فی زمانہ مثال ملنا مشکل

ہے۔انہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے مثالی کردار ادا کیا۔ایک قرارداد میں قادیانیوں کی غیر اسلامی اور غیر دستوری سرگرمیوں پر تشویش کا بھی اظہار کیا گیا۔اجلاس میں ڈاکٹر محمد عمر فاروق احرار، میاں محمد اویس، مفتی عطاء الرحمان قریشی، عبدالکریم قمر، قاری محمد یوسف احرار، عبدالشکور، مولانا اللہ بخش احرار، مولانا محمد اکمل، مولانا محمد مغیرہ، مولانا فیصل متین سرگانہ، قاری محمد قاسم بلوچ، قاری محمد ضیاء اللہ ہاشمی، مولانا تنویرالحسن احرار، ڈاکٹر محمد آصف، محمد اشرف تائب، مولوی فقیر اللہ رحمانی، محمد قاسم چیمہ، مولانا محمود الحسن، محمد خاور بٹ، حاجی خالد محمود، محمد مغیرہ، کاظم اشرف، محمد طیب معاویہ، حاجی فقیر محمد، مولوی بشیر احمد، شیخ مظہر سعید، محمد عبداللہ علوی، محمد اشرف احرار، محمد نوید طاہر، ذوالفقار احمد، خادم حسین جالندھری، قاری محمد زکریا، جمیل الرحمان بہلوی، محمد نعیم ناصر، یاسر عبدالقیوم، عبدالوحید، حافظ محمد اسماعیل سمیت دیگر ارکانِ شوریٰ نے شرکت وخطاب کیا۔اجلاس کے آغاز میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری، جمعیت علماء اسلام کے رہنما حافظ محمد حبیب اللہ چیمہ، مولانا سیف الدین سیف اور تمام مرحومین کے لیے ایصال ثواب اور دعاء مغفرت کا اہتمام کیا گیا۔علاوہ ازیں مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے جماعت کی جملہ ماتحت شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ مارچ اور وسط اپریل تک قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری کی یاد میں ختم نبوت کانفرنسز کا اہتمام کریں۔

☆......☆......☆

تحریک تحفظ ختم نبوت —— • ڈاکٹر محمد عمر فاروق

(1931ء —— 1946ء) جلد اوّل

• قیامِ پاکستان سے قبل برصغیر میں قادیانیت کے خلاف پہلی عوامی تحریک اور مجلس احرار اسلام کی تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کی مکمل تاریخ • قادیان اور متحدہ ہندوستان میں قادیانیت کے تعاقب کی مستند سرگزشت • قادیانیوں سے مجاہدینِ احرار و ختم نبوت کی معرکہ آرائیوں کے مفصل تذکرے • حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے خلاف قادیان میں تقریر پر مقدمہ کی مفصل روداد پہلی بار منظر عام پر • تحریک تحفظ ختم نبوت کے اثرات ونتائج کا غیر جانبدارانہ تجزیہ • ایک ایسی کتاب جس کے مطالعہ کے بغیر تحریک تحفظ ختم نبوت سے آگاہی ممکن نہیں ہے۔

صفحات:572 قیمت-/1000روپے

ملنے کا پتا: بخاری اکیڈمی، دار بنی ہاشم ملتان 0300-8020384

امام اہل سنّت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ (دوسری قسط)

امیر المؤمنین خلیفہ بلافصل رسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کردارِ صدیقی کا امتیاز:

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قصہ خلافت کو طے کرنے میں مصروف رہے۔ اس عرصہ میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے طور سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھتے رہے۔ مگر جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قصہ خلافت کو طے فرمانے کے بعد نماز جنازہ کے لیے تشریف لائے اور نماز جنازہ پڑھی تو آپ کے بعد پھر کسی نے بھی دوبارہ نماز نہیں پڑھی۔ مشہور عالم فقیہ اور جلیل القدر امام احناف حضرت شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَھٰکَذَا تَأوِیلُ فِعْلِ الصَّحَابَۃِ فَإنَّ اَبَابَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ کَانَ مَشْغُوْلاً بِتَسْوِیَۃِ الْاُمُوْرِ وَتَسْکِیْنِ الْفِتْنَۃِ فَکَانُوْا یُصَلُّوْنَ عَلَیْہِ قَبْلَ حُضُوْرِہٖ وَکَانَ الْحَقُّ لَہٗ. لِاَ نَّہٗ ھُوَ الْخَلِیْفَۃُ فَلَمَّا فَرَغَ صَلّٰی عَلَیْہِ ثُمَّ لَمْ یُصَلِّ اَحَدٌ بَعْدَہٗ عَلَیْہِ (المبسوط للسرخسی: ج ۲، ۶۷)

ترجمہ: اور (صحابہ کرام کے باری باری حضرت نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام پر نماز جنازہ پڑھنے کی) تاویل یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ امور خلافت کو ہموار کرنے اور فتنہ کو ختم کرنے میں مصروف رہے اور ان کی غیر حاضری کے اس عرصہ میں کچھ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز جنازہ پڑھتے رہے۔ حالانکہ حضور کے جنازہ پڑھانے کا حق صرف حضرت صدیق اکبر کو ہی تھا۔ کیونکہ وہی آپکے خلیفہ اور جانشین تھے۔ تو جب حضرت صدیق اکبر امور خلافت کو طے فرمانے کے بعد فارغ ہوئے اور آپ نے حضور علیہ السلام کی نماز جنازہ پڑھی تو پھر آپ کے بعد کسی نے بھی حضور علیہ السلام کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

یہ صورت حال حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت بلافصل کے لیے اجماعی دلیل اور اس کے ثبوت پر مہر تصدیق ہے۔

مطابقت طبعی:

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ مطابقت طبعی کا یہ عالم تھا۔ کہ عمر میں حضور علیہ السلام سے اڑھائی برس چھوٹے تھے۔ اڑھائی برس ہی بعد کو وفات پائی۔ حضور علیہ السلام نے ایک دفعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اپنا خواب مبارک بیان فرمایا کہ میں اور تم دوڑے اور میں تم سے اڑھائی سیڑھی بڑھ گیا۔ حضرت صدیق اکبر نے تعبیر فرمائی کہ ''اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمت اور مغفرت کی طرف مجھ سے اڑھائی برس پہلے بلائے گا'' چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مطابقت طبعی کی اور بلند پایہ اور دلچسپ مثال وہ ہے کہ حضور علیہ السلام پر جب پہلی بار وحی نازل ہوئی تو آپ

گھبرائے ہوئے گھر آئے۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے حال کہا۔ حضرت خدیجہؓ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ تو خوشخبری کی بات ہے۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہ فرمائے گا۔ کیونکہ: (۱) آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں (۲) دوسروں کے بوجھ اُٹھاتے ہیں۔ (۳) ناداروں پر بخشش کرتے ہیں۔ (۴) مہمانوں کی ضیافت اور عزت فرماتے ہیں۔ (۵) اور لوگوں کی مشکلات میں ان کے کام آتے ہیں۔

پھر جب حضرت صدیق اکبر بھی ہجرت کے ارادہ سے مکہ مکرمہ سے نکل پڑے تو راستہ میں قبیلہ بنوقارہ کے رئیس ابن الدغنہ ملے اور حقیقت معلوم ہونے پر کہا کہ آپ میری امان اور پناہ میں واپس لوٹ چلیں۔ بھلا آپ جیسے بھلے آدمی کو مکہ سے نکالا جا سکتا ہے؟ (۱) آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں (۲) دوسروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں۔ (۳) ناداروں پر بخشش فرماتے ہیں (۴) مہمانوں کی عزت اور ضیافت کرتے ہیں۔ (۵) اور لوگوں کی مشکلات میں کام آتے ہیں۔ چنانچہ ابن الدغنہ حضرت صدیق اکبر کو واپس مکہ مکرمہ لے گئے اور رات کو قریش کے پاس جا کر سب کو بتایا کہ میں ابوبکر کو اپنی امان میں واپس لایا ہوں، بھلا وہ آدمی نکالنے کے قابل ہے جو صلہ رحمی کرتا ہے، دوسروں کے بوجھ اٹھاتا ہے، ناداروں پر بخشش اور مہمانوں کی عزت کرتا ہے اور لوگوں کی مشکلات میں کام آتا ہے۔ قریش یہ سُن کر چُپ ہو گئے۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ان خوبیوں کی تردید کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہو سکی۔ ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضور علیہ السلام کے ساتھ کتنی مناسبت و مطابقت طبعی بخشی تھی۔

مالی حالت:

آپ کا شمار مکہ مکرمہ کے دولت مند لوگوں میں ہوتا تھا۔ مگر آپ نے ساری دولت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کر دی۔ آپ کے والد حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے کچھ بچانے کا مشورہ دیا تو آپ نے اپنا وہ مشہور مقولہ فرمایا۔ اِنَّمَا اُرِیْدُ مَا اُرِیْدُ۔ کہ اس خرچ کرنے سے بھی میرا کچھ مقصد ہی ہے۔

آپ نے بہت سے غلام اور لونڈیاں جو مسلمان ہو چکے تھے اور کفار کے عذاب میں مُبتلا تھے خرید کر آزاد کر دیئے۔ انھی میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے جتنا ابوبکر کے مال نے فائدہ دیا اتنا کسی کے مال نے نہیں دیا۔ روپیہ پیسہ ختم ہو جانے کے بعد یہ حالت ہو گئی کہ کُرتا نہ تھا تو کمبل کا کرتہ بنا کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام بھی حضور کے پاس تشریف لائے تھے۔ حالت دیکھ کر حضور سے پوچھا کہ ابوبکر تو بہت مالدار تھے ان کا یہ کیا حال ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ انہوں نے اپنا سارا مال مجھ پر خرچ کر دیا۔ حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیق اکبر کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ کیا وہ اس حال میں بھی مجھ سے راضی ہے؟ حضرت صدیق اکبر یہ سُن کر وجد میں آ گئے اور خوش ہو کر فرمانے لگے: اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ، اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

مدّتِ خلافت:

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ''ابوبکر اور عمر میرے وزیر ہیں'' (ترمذی) اس لیے دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ نے دونوں کو حضور علیہ السلام کے ہمراہ ہی رکھا۔ اور بعد وفات بھی گنبد خضراء میں ہمراہ ہی رکھا او قیامت میں انشاء اللہ ہمراہ ہی اٹھیں گے۔ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کا حضور علیہ السلام کے ساتھ یہ خصوصی تعلق کفار بھی مانتے تھے۔ چنانچہ جنگ اُحد کے موقع پر جب ابوسفیان نے پہلے آواز دی کہ کیا محمد (صلی علیہ وسلم) ہیں؟ جواب نہ پا کر پھر پوچھا کہ کیا ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں؟ جب جواب نہ ملا تو پھر خوشی سے اچھل کر نعرہ لگایا کہ اے ھبل! اونچا ہوجا......! ھُبل قریش کے ایک بُت کا نام تھا) کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ابوبکرؓ اور عمرؓ (رضی اللہ عنہما) زندہ نہیں۔ گویا ابو سفیان کی نظر میں بھی ابوبکرؓ اور عمرؓ ہی حضور علیہ السلام کے بعد جچتے تھے۔ حضرت صدیق اکبر کی مدت خلافت اڑھائی برس ہے۔ عمر نبوی کے مطابق تریسٹھ (۶۳) برس کی عمر میں آپ کی وفات بروز سہ شنبہ (منگل) ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳ھ میں واقع ہوئی۔ اور گنبد خضراء کے اندر حضور کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ!

ایک شبہ اور اسکا جواب:

کچھ ناسمجھ لوگ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے بعد خلافت کا اصلی حق تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا، مگر چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تمام صحابہ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) کافر مرتد ہوگئے تھے، انصار کہتے تھے کہ خلافت ہمارا حق ہے، مہاجرین کہتے تھے کہ ہمارا حق ہے۔ آخر ایک طویل کشمکش کے بعد تمام مہاجرین اور انصار نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی اور خلافت کے اصلی حقدار حضرت علیؓ کو نظر انداز کر دیا۔ حضرت علیؓ نے تمام صحابہ کو کہا بھی کہ بھائیو! خلافت میرا حق ہے۔ پھر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو اونٹنی پر سوار کر کے محلے محلے اور قبیلے قبیلے پھرایا۔ وہ بھی لوگوں کو کہتی رہیں کہ لوگو! خلافت کے حقدار میرے شوہر حضرت علی ہیں۔ مگر افسوس کہ کسی نے مان کر ہی نہ دی اور اس صدمہ کی وجہ سے حضرت مائی فاطمہ حضور علیہ السلام کے چھ ماہ بعد انتقال فرما گئیں۔ ان کے بعد حضرت علی کچھ کمزور تھے پیش نہ جاسکتی تھی۔ مجبوراً دل میں ان حضرات سے کھوٹ رکھتے ہوئے تقیہ کر کے آپ نے بھی بادلِ ناخواستہ ان حضرات کی بیعت کر لی اور چونتیس ۳۴ برس گذارہ کرتے رہے۔

جواب:

اس مختصر رسالہ میں کسی لمبی بحث کا دروزاہ نہیں کھولا جاسکتا اور نہ ہی کسی سے الجھنا یا مناظرہ اپنا مقصد ہے۔ جس کسی کا دل چاہے وہ بڑی خوشی سے اس جھوٹے خرافاتی افسانے کو باور کرتا پھرے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ ضرور ماننا پڑے گا کہ خاک بدہنِ دشمن قرآن وصحابہ، رسالت کا دعویٰ محض ایک فریب تھا، وحی طفل تسلی تھی، تزکیہ تصفیہ اور تقدس کی ساری داستانیں محض ریا کاری اور خالص فریب تھیں، جو دنیا کو دھوکا دینے کے لیے تراشی گئی تھیں۔ اندر کی حقیقت اتنی اور صرف اتنی تھی کہ معاذ اللہ ایک شخص دنیاوی حکومت قائم کرنا چاہتا تھا، اس نے بہت سی حکمت عملیوں، تدبیروں

اور جنگوں کے بعد ایک سلطنت قائم کر لی۔ پھر جب اس نے وفات پائی تو اس کے سب ساتھی جو اسی کے بنائے ہوئے تھے، اس کے آنکھیں بند کرتے ہی اپنی اپنی خودغرضی میں مبتلا ہوگئے اور اپنی اپنی حکومت بنانے کے خواب دیکھنے لگے۔ اس مرحوم بادشاہ کے گھر والے ابھی اس کی تجہیز و تکفین کی فکر میں ہی تھے۔ اور دفن بھی نہ کرنے پائے تھے کہ ادھر ان لوگوں نے دوسری جگہ لڑنے بھڑنے اور تھکا فضیحتی کے بعد آخر اپنے میں سے ہی ایک شخص کو بادشاہ بنالیا۔ بعد کو جب گھر والے اصلی حقداروں کو پتا چلا تو ان کے اوسان خطا اور حواس باختہ ہوگئے۔ اس مرحوم بادشاہ کے کوئی بیٹا تو تھا نہیں۔ ایک بیٹی اور ایک داماد جو چچازاد بھائی بھی تھا وہ بگڑ گئے کہ بھلا ہمارے ہوتے ہوئے کوئی کس طرح اس تخت وتاج کا وارث ہوسکتا ہے؟ بیٹی بھی تاؤ مروڑ کھانے لگی کہ میرے باپ کی بڑی مشکلوں سے قائم کی ہوئی حکومت پر دوسروں کو قبضہ کرنے کا حق ہی کیا ہے۔ پہلے خاندان میں اندر اندر مشورے اور سرگوشیاں ہوتی رہیں۔ پھر مرحوم بادشاہ کا داماد اس کی بیٹی کو محلوں اور قبیلوں میں لیے لیے پھرتا رہا کہ شاید اس کی فریاد سے ہی لوگوں کے دل پگھل جائیں۔ طبیعتیں نرم ہو جائیں۔ نیز مرحوم بادشاہ کی قبر کی بھی دہائیاں دی گئیں۔ مگر افسوس کہ کسی کا بھی دل نرم نہ ہوا اور کوئی بھی حق وانصاف کی تائید وامداد کو نہ اٹھا اور بجز دو ایک کے سب کے سب ہی ظلم وعدوان کے معاون ومددگار بن بیٹھے اور جب اسی صدمہ سے کچھ عرصہ بعد اس مرحوم بادشاہ کی بیٹی بھی فوت ہوگئی تو اسی اصلی حقدار تخت وتاج نے بادل نخواستہ مجبوراً اندر دل میں عداوت وبغض اور کھوٹ رکھتے ہوئے اسی غاصبِ تخت وتاج کی اطاعت تقیۃً کر لی۔

یہاں پر ہم ہر حساس مسلمان اپیل کرتے ہیں کہ وہ سوچے کہ جن لوگوں نے یہ خرافاتی افسانہ تراشا ہے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا اور دوسرے حضرات اہل بیت کی خدمت نصرت اور عزت افزائی کی ہے یا انہیں خاکش بدھن ذلیل ورسوا کیا ہے؟

تمہاری طرح کے ملیں جس کو دوست!
اُسے دُشمنوں کی ضرورت ہے کیا؟

اور پھر یہ بھی سوچے کہ کیا اسلام کا کوئی بڑے سے بڑا دشمن بھی اسلام پر اس سے زیادہ خوفناک اور بڑی کاری ضرب لگا سکتا ہے؟ جو اسلام کو بیخ وبُن سے اُکھاڑ پھینکے۔ کیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اہل بیت اطہار اور اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاکیزہ کردار کی یہ تصویر ہوسکتی ہے جو اس اوپر کے واہیات نقشے میں کھینچی گئی ہے؟ اور کیا ان کی تیئیس ۲۳ برس کی تعلیم وتربیت اور تزکیہ نفوس اور تطہیر قلوب کا یہی نتیجہ تھا؟ کیا یہی وہ خیر امت تھی جو لوگوں کے سامنے بطور نمونہ خدا نے بھیجی تھی؟ (آلِ عمران) اور یہی وہ لوگ تھے جن پر تقویٰ اللہ تعالیٰ نے لازم کر دیا اور یہ اس کے اہل اور مستحق تھے؟ (وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا) اور یہی وہ لوگ تھے جن کے دلوں کے کھوٹ اللہ تعالیٰ نے ''وَنَزَعْنَا مَافِي صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ'' (ہم نے نکال دیا جو بھی ان کے دلوں میں کینہ تھا) کہہ کر نکال دیئے تھے۔ اور یہی وہ لوگ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح) فرمایا تھا اور یہی وہ

اللہ تعالیٰ کا احسان تھا جس کو ''لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ'' کہہ کر اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمایا تھا؟ اور یہی وہ لوگ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے خود حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ کے خطابات سے نوازا تھا؟ (کہ اللہ نے ایمان کو تمہارے لیے محبوب بنادیا اور اس کو تمہارے دلوں میں پختہ مزین کردیا اور کفر و فسق اور عصیان کو مکروہ اور نامحبوب بنادیا) اور یہی وہ بہت ہی پختہ دینِ قیم تھا جس نے قیامت تک چلنا تھا، مگر خاکم بدھن! حضور علیہ السلام کی وفات کے ساتھ ہی ختم ہوگیا، گویا ایک فلک بوس اور شاندار عمارت تھی جو دھڑام سے گرگئی؟ یہی وہ لوگ تھے جن کو خود اللہ تعالیٰ نے ''اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا'' (الانفال) کا سرٹیفیکیٹ بخشا؟ اور یہی وہ مہاجرین وانصار کے اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ ہیں جن سے خدا تعالیٰ راضی ہوا تھا اور وہ خدا تعالیٰ سے راضی ہوئے تھے؟۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (التوبہ)۔ اللہ تعالیٰ ان سے اچھا راضی ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوتے ہی سب کے سب معاذ اللہ برگشتہ اور مرتد ہوگئے، معاذ اللہ ثم معاذ اللہ!! اور پھر یہی وہ صحابہ کرام تھے جو یا تو اپنے وطنوں گھر بار مال، اسباب، زمین جائیداد سے اس لیے خارج اور بیدخل کے گئے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل ورضامندی کو چاہنے والے تھے اور سچے دل سے خدا اور رسول کے دین کے مددگار تھے۔ (الحشر) مگر رسول اللہ کی وفات ہوتے ہی سب دنیا طلبی میں مبتلا ہوکر اور اصلی جائز حقداروں کی ظلماً حق تلفی کرکے اپنی اپنی خودغرضی کی فکر میں ہوگئے؟ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جن سے خوش ہوکر اللہ پاک نے ان کے ایمان پر خاتمہ ہونے کے سرٹیفیکیٹ اور میدان قیامت میں فائز المرام ہونے کی سند۔ ''يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ، کا وعدہ فرما کر بخشی تھی ان کا اچھا ایمان پر خاتمہ ہوا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے اوجھل ہوتے ہی سب کے سب سب کچھ بھلا کر وہ سب کچھ کرگذرے جو انہیں ہرگز ہرگز کبھی بھی نہ کرنا چاہیے تھا۔ گویا (معاذ اللہ استغفر اللہ) خدا تعالیٰ کو بھی پتہ نہ چل سکا کہ جن لوگوں کو وہ جنتی بنا رہا ہے وہ کافر ومرتد ہیں۔

انصاف اور خدارا!! انصاف۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہراء حضرت علی شیر خدا، حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، عثمان غنی، عشرہ مبشرہ اور ایک لاکھ سے زیادہ مہاجر وانصار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پاکیزہ اور مطہر زندگیوں کا اصلی واقعاتی نقشہ...... جس میں دنیا طلبی اور خود غرض کا زرّہ بھر بھی شائبہ تک نظر نہیں آتا...... اس اوپر کے خرافاتی نقشہ سے کچھ ذرا بھر بھی مطابقت رکھتا ہے؟ ان دونوں نقشوں کو جب آمنے سامنے رکھا جائے تو ان میں اتنی مشابہت بھی نہیں ہوتی جتنی مخمل کے تھان میں ٹاٹ کے پیوند کی ہوتی ہے۔ پس جو شخص حضرات صحابہ کرام کے پاکیزہ اخلاق کی ایسی بدشکل مکروہ تصویر کھینچتا ہے وہ درحقیقت اسلام کا پکا دشمن ہے کہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی جڑوں پر کلہاڑا چلاتا ہے اور اسلام کے پاکیزہ اور خوشنما نورانی چہرے پر تارکول لگا کر اسلام کو ذلیل ورسوا بلکہ تباہ وبرباد اور ختم کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ اس طرح پورے کے پورے قرآن پاک کی تکذیب اور دین اسلام کی تردید ہوتی ہے۔

(جاری ہے)

غلام مصطفیٰ (تیسری قسط)

فدک کی حقیقت

اگر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بنونضیر فدک اور خیبر وغیرہ زمینیں جن میں کھجوریں وغیرہ تھیں وراثت میں نہیں دی تو اُن کا یہ فیصلہ تو فقہ جعفریہ کے نام سے مشہور مذہب کے بھی عین مطابق ہے۔ کیونکہ اس مذہب اس عورتوں کو زمین سے کچھ حصہ نہیں ملتا۔ پھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر یہ الزام واعتراض کا کیا مطلب؟

حضرت اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کے ہاں قرآن مجید کے بعد چھ کتابیں صحاح ستہ کہلاتی ہیں اور بیشتر دینی مسائل کا مدار اُن پر ہے۔

اسی طرح مکتبِ تشیع کے نزدیک چار کتابیں ہیں جن کو وہ صحاح اربعہ یا اصول اربعہ کہتے ہیں۔

(1) کتاب اصول کافی، مصنفہ ابوجعفر کلینی متوفی 330ھ

(2) کتاب من لایحضرہ الفقیہ۔ مصنفہ محمد بن علی ابن بابویہ قُمی متوفی 381ھ

(3) کتاب الاستبصار، مصنفہ محمد بن حسن طوسی متوفی 460ھ

(4) کتاب تہذیب الأحکام، یہ بھی مصنفہ محمد بن حسن طوسی متوفی 460ھ

ان چاروں میں تصریح ہے عورتوں کو وراثت میں زمین میں سے کچھ بھی نہیں ملتا

اصول کافی میں ہے باب ان النساء لایرثن میں العقار شیاء، یہ باب اس مسئلے کے اثبات میں کے زمین میں عورتوں کا کچھ حق وراثت نہیں ہوتا۔

محمد بن مسلم المعروف ابن شہاب زہری اور زرارہ کی الاحکام سے روایت ہے کہ امام محمد الباقر نے فرمایا عورتوں کو وراثت میں زمین سے کچھ بھی نہیں ملتا۔ (بحوالہ تہذیب لاحکام، جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 29)

بعینہ اسی سند اور الفاظ کے ساتھ یہ روایت الاستبصار میں بھی موجود ہے۔ اب جب معترضین کے اپنے اصول کے مطابق عورتوں کو زمین سے کچھ حصہ نہیں ملتا تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فدک کی جاگیر اگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دی تو کیا ظلم کیا۔

علاوہ ازیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی تو چار سال نو ماہ خلیفہ رہے کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اس ظلم میں برابر کے شریک ہیں؟ اب آپ ٹھنڈے دل سے سوچئے اعتراض صرف سیدنا ابوبکر صدیق پر ہی کیوں؟ کیا یہی انصاف ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عقدِ نکاح اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ پورے شباب پر تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ہی رہتے تھے کہ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں اپنی دامادی کا شرف بخشا اور اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کو اُن کے حبالہ عقد میں دے دیا۔ شادی کے وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عمر 21 سال اور سیدہ فاطمہ کی عمر ساڑھے 15 پندرہ سال تھی۔
(البدایۃ والنھایۃ، جلدنمبر 6 صفحہ نمبر 332، زرکانی، جلدنمبر 2 صفحہ نمبر 203، تفسیر قرطبی، جلدنمبر 4 صفحہ نمبر 151)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کا یہ نکاح سنہ 3 ہجری میں غزوہ اُحد کے بعد ہوا۔ چنانچہ مشہور شیعہ محدث ومؤرخ ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے:

شیخ مفید وابن طاؤس واکثر اعاظم علماء ذکر کردہ اند کہ این مزاوجت باسعادت درشب پنجشنبہ بیست ویکم ماہ محرم از سال سویم ہجرت واقع شد۔ ترجمہ: شیخ مفید اور ابن طاؤس اور اکثر بڑے علماء نے ذکر کیا ہے کہ یہ نیک شادی جمعرات کی رات 21 محرم 3ھ کو ہوئی۔ (جلاء العیون، جلدنمبر 1 صفحہ نمبر 166، مُلا باقر مجلسی)

سیدنا علی اور سیدۃ فاطمہ الزہراء کی شادی کیسے ہوئی؟ فریقِ مخالف کی کتابوں میں:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر رضی اللہ عنھم میرے پاس آئے اور کہا کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کی خواستگاری کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گرامی قدر میں حاضر ہوتے۔ میں ان حضرات کی ترغیب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو مسکرا کر فرمایا! علی کس طرح آنا ہوا؟ میں نے اپنی نسبی قرابت اور دیرینہ قبولیت اسلام، نصرت دینی اور مساعی جہاد کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: علیؓ جو کچھ تو نے کہا تو اُس سے بہتر ہے۔

پھر میں نے عرض کیا اگر آپ فاطمہؓ کا نکاح مجھ سے کردیں تو بہتر ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم یہیں ٹھہرو، میں ابھی گھر سے ہوکر آتا ہوں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کھڑی ہوگئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک اور نعلین اُتار کر رکھیں۔ پھر وضو کے لیے پانی لاکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک دھوئے۔ پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ بیٹھ گئیں۔

اُس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فاطمہ! علی نے تیرے نکاح کے بارہ میں ذکر کیا تھا، تمہارا کیا خیال ہے؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا خاموش رہیں لیکن چہرے پر ناپسندیدگی کے کوئی آثار نہ تھے اور نہ ہی رُخ پھیرا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر کہتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنھا کا خاموش ہوجانا ہی اقرار اور رضامندی کی علامت ہے۔ (الامالی: محقق طوسی جلدنمبر 1 صفحہ نمبر 38)

مُلّا باقر مجلسی ایرانی نے بھی اپنی کتاب جلاء العیون کے باب ''تزویج امیر المومنین سیدۃ فاطمہ'' میں شیخ طوسی

کی معتبر سند سے یہی نقل کیا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا سعد رضی اللہ عنھم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا سے نکاح کے لیے آمادہ کیا۔ چنانچہ ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے: پس ایشاں بہر طوریکہ بود آں حضرت را راضی کردند کہ بخدمت حضرت رسول رود و فاطمہ را از اں حضرت خواستگاری نماید۔ ترجمہ: پس اِن تینوں (ابوبکر، عمر، سعد بن معاذ) رضی اللہ عنھم جس طرح بھی ہوسکا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لیے راضی کرلیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کی خواستگاری کریں۔ (بحوالہ: جلاء العیون، جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 170)

چنانچہ ان حضرات کی آمادگی پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کی خواستگاری کی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمائی، لیکن یہ پوچھا کہ شادی کے مصارف کے لیے کوئی رقم ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ صرف ایک زرہ ہے۔

یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے والد نہایت مفلوک الحال اور تنگ دست تھے۔ چنانچہ اسی تنگ دستی کی وجہ سے تعاون کی نیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی کے بڑے بھائی سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کو اپنی زیر کفالت رکھا تھا۔
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی زندگی بھی نہایت فقر و ترکِ دنیا کی زندگی تھی۔ آپ کا ذریعہ معاش اپنے اونٹ کے ذریعے کاشتکاروں کے کنووں سے پانی نکال کر ان کے کھیتوں کو سیراب کرنا تھا۔ ایک دوسری روایت میں ایک گھوڑے کا ذکر بھی ہے۔

چنانچہ مُلّا باقر مجلسی ہی نے لکھا ہے کہ جب ابوبکر صدیق، سیدنا عمر، اور سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنھم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کی خواستگاری کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو آمادہ کرنے کے لیے اُن کے ہاں گئے تو راوی یہ بتاتے ہیں:

''درآں وقت حضرت شتر خود را بردہ بود در باغ یکے از انصار آب می کشید باجرت''، ترجمہ: سیدنا علی رضی اللہ عنہ گھر پر موجود نہ تھے بلکہ آپ اُس وقت اپنا اونٹ لے کر ایک انصاری کے باغ میں اجرت پر آب کشی کے لیے گئے ہوئے تھے۔ (جلاء العیون جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 169، کشف الغمہ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 354)

غرض کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی معاشی اور اقتصادی حالت کچھ آسائش کی نہ تھی۔ لہٰذا آپ کے پاس سرمایہ صرف ایک زرہ تھی۔ جس کے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا:

''حضرت رسول مرا امر فرمودہ کہ یا علیؓ برخیز و زرہ را بفروش''۔ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے علیؓ اُٹھ اور زرہ کو (شادی کے مصارف) کے لیے فروخت کردو۔ (بحوالہ جلاء العیون جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 176، ملا باقر مجلسی)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے وہ زرہ فروخت کردی اور قیمت لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کتنے درہم ہیں؟ میں نے (غالباً قلت کی وجہ سے) نہ بتایا بلکہ خاموش رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رقم میں کچھ درہم سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو دیئے کہ سیدہ فاطمہؓ کے لیے خوشبو خرید لائیں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ بھر کر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیئے کہ فاطمہ کے لیے کپڑا وغیرہ اور دیگر سامان شادی لے کر آئیں۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور دوسرے کئی اصحاب کو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ سامان لانے کے لیے بھیجا۔ یہ سب حضرات بازار گئے۔ جو چیز یہ خریدنا چاہتے وہ پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دکھاتے اگر وہ اس کا خریدنا بہتر سمجھتے تو پھر اُس کو خریدتے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے جو اشیاء خریدگئیں وہ حسب ذیل ہیں:

''ایک قمیض، ایک اوڑھنی، ایک خیبری سیاہ چادر، ایک بُنی ہوئی چادر، بستر کے دو گدے ایک گدا کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تھا، دوسرے گدے کی بھرائی بھیڑ کی اون سے کی گئی تھی۔ ایک تکیہ جس کی بھرائی اذخر (گھاس) سے کی ہوئی تھی۔ ایک صوف (اون) کا کپڑا، ایک چمڑے کا مشکیزہ، دودھ کے لیے ایک گلاس، ایک لکڑی کا پیالہ، سبز قسم کا ایک گھڑا اور چند مٹی کے کوزے''

اس خرید کردہ سامان میں سے کچھ سامان سیدا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُٹھایا اور باقی اشیاء دوسرے حضرات نے اٹھائیں۔ جب یہ سامان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہاتھوں میں لیکر ملاحظہ فرمایا اور فرمایا: ''خداوندا مبارک گرداں ایں را بر اہل بیت من'' اے اللہ اس سامان کو میرے گھر والوں کے لیے برکت والا بنا۔ (بحوالہ، العیون جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 176، کشف الغمہ جلد نمبر 1 ص 359)

جس زرہ کے فروخت سے سیدہ فاطمہؓ کے لیے سامان خریدا گیا وہ زرہ کہاں بیچی گئی اور کتنے میں بیچی گئی؟ اس بارے میں خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی زبانی سُنیے!

فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ ابھی جاؤ اور اس زرہ کو ابھی بیچ کر اُس کی قیمت میرے پاس لاؤ۔ تاکہ میں اُس سے وہ سب اشیاء تیار کرواؤں جو تیرے اور میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنھا کے نکاح کے لیے ضروری ہیں۔ میں گیا اور اپنی زرہ چار سو درھم میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ فروخت کردی۔ میں نے جب درھم لے لیے، تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے زرہ لے لی اور کہا: اے علیؓ زرہ اب میری ہوگئی اور درھم آپ کے ہوگئے۔ میں نے کہا: بالکل درست۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ زرہ اب میری

طرف سے آپ کے لیے ہدیہ ہے۔ سیدنا علی فرماتے ہیں: میں نے وہ درھم اور زرہ لے لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ زرہ اور درھم آپ کے سامنے پیش کر دیے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جو سلوک میرے ساتھ کیا تھا یعنی رقم بھی مجھے دے دی اور زرہ بھی دے دی اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی، ''فدعالہ بخیر'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان کے لیے دعائے خیر کی۔ (بحوالہ کشف الغمہ۔ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 359)

جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کا سامان خرید کر لے آئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ اس نکاح کے گواہوں میں سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف، سیدنا سعد بن ابی وقاص سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنھم اور بہت سے انصار تھے۔ (بحوالہ، کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ، جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 358,348، ریاض النضرۃ فی مناقب عشرۃ مبشرہ جلد نمبر 2 صفحہ 241، زرکانی، جلد 2 صفحہ نمبر 7,2)

(جاری ہے)

مشاہداتِ قادیان

مولانا عنایت اللہ چشتی رحمہ اللہ

● قادیان میں مجلس احرار اسلام کی اوّلین صدائے حق ● دفتر کا قیام ● تاریخی احرار تبلیغ کانفرنس کا انعقاد ● قادیانیوں کے ساتھ مناظرے اور مقابلے ● قادیان کے مسلمانوں میں جرأت واستقامت کی روح پھونکنے کے ایمان پرور تذکرے ● کفرستانِ قادیان میں احرار کے پہلے مبلّغ مولانا عنایت اللہ چشتی رحمہ اللہ کے قلم سے قادیان میں تحفظ ختم نبوت کی تاریخ ساز جدوجہد ● تحریک تحفظ ختم نبوت کی نوسالہ مقدس جدوجہد کے عینی شاہد اور میدانِ عمل میں دادِ شجاعت دینے والے عظیم مجاہد کی زبانی۔

صفحات: 400 قیمت: -/600 روپے

ملنے کا پتا: بخاری اکیڈمی، دار بنی ہاشم ملتان 0300-8020384

سید محمد کفیل بخاری

مختصر احوال و تعارف

ابن امیر شریعت، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

سابق امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

ولادت: 16/رجب 1363ھ، یکم جولائی 1944ء امرتسر (انڈیا)

ابتدائی تعلیم: 1948ء (والدہ ماجدہ سے دو پارے پڑھے)

مدرسہ قاسم العلوم ملتان: 1953ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے اختتام تک حضرت قاری محمد اجمل رحمہ اللہ کے پاس 15 پارے حفظ کیے۔ تحریک ختم نبوت میں قید سے رہائی کے بعد والد ماجد گھر آئے تو حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ خیر المدارس ملتان میں داخل کرادیا۔ یہاں استاذ القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخش (پانی پتی) نور اللہ مرقدہٗ کے پاس 1954ء میں حفظ قرآن کی تکمیل کی اور سند حفظ مدرسہ خیر المدارس کے سالانہ جلسہ 1958ء میں ملی۔

حفظِ قرآن کے اساتذہ:

(1) والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا

(2) حضرت قاری محمد اجمل رحمۃ اللہ علیہ (مدرسہ قاسم العلوم ملتان)

(3) حضرت قاری رحیم بخش پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (جامعہ خیر المدارس ملتان)

وہ اساتذہ جن سے جزوی استفادہ کیا اور وقتاً فوقتاً منزل سنائی:

(1) حافظ عبدالغفار رحمہ اللہ، مسجد عائشہ ملتان

(2) حافظ نذیر احمد رحمہ اللہ، مسجد عائشہ ملتان

(3) مولانا حافظ احمد دین رحمہ اللہ، مدرسہ دعوۃ الحق ملتان

(4) حافظ سلامت اللہ رحمہ اللہ، ملتان

جامعہ خیر المدارس ملتان:

درسِ نظامی کی ابتدائی کتب کی تعلیم:

(1) استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری نور اللہ مرقدہٗ

(2) شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض احمد رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ رشیدیہ ساہی وال:

درس نظامی، عالمیہ کی تکمیل کے لیے 1958ء میں جامعہ رشیدیہ ساہی وال میں داخل ہوئے۔

اساتذہ کرام: جامعہ رشیدیہ

(1) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ

(2) حضرت علامہ غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ

(3) حضرت حافظ محمد صدیق رحمہ اللہ

(4) حضرت مولانا عبدالمجید انور رحمہ اللہ

(5) حضرت مولانا مختار احمد رحمتہ اللہ علیہ

(6) حضرت مولانا منظور الحق رحمتہ اللہ علیہ

تجوید وقرأت:

شیخ القراء حضرت قاری عبدالوہاب مکی نور اللہ مرقدہٗ (مسلم مسجد لاہور۔ 1961ء)

زمانۂ قیامِ لاہور میں کبار مشائخ بطورِ خاص حضرت مولانا رسول خان رحمہ اللہ اور حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کے دروسِ تفسیر وحدیث میں اہتمام سے شرکت کرتے رہے۔

والد ماجد کا انتقال:

21/اگست 1961ء والد ماجد حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری انتقال کر گئے۔

بیعت:

حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ۔ 1962ء، کوٹھی حاجی عبدالمتین صاحب مرحوم لاہور

چھے ماہ حضرت رائے پوری قدس سرہٗ کے ہاں خانقاہ میں قیام کیا اور تربیت وسلوک کی منازل طے کیں، حضرت کے انتقال کے وقت آپ کے پاس تھے۔

تجوید وقرأت کی تدریس: 1964ء

مدرسہ خیر المدارس ملتان میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہٗ کے حکم پر چند ماہ تجوید وقرأت کی تدریس کی اور طلباء کو مشق کرائی۔

مدرسہ تجوید القرآن چیچہ وطنی (ضلع ساہی وال) میں تدریس حفظ القرآن۔ 1964ء

حضرت پیر جی عبداللطیف رحمہ اللہ (خلیفہ مجاز حضرت رائے پوری قدس سرہٗ) کے حکم پر مدرسہ تجوید القرآن چیچہ وطنی میں 2 سال تدریس کی۔ پھر حافظ عبدالرشید صاحب رحمہ اللہ کے ہاں چک 12 / 42۔ایل چیچہ وطنی میں 1968ء تک گاؤں کے بچوں کو قرآن کریم پڑھاتے رہے۔

1968ء میں تدریس چھوڑ کر مجلس احرار اسلام کے نظام سے وابستہ ہوگئے اور چیچہ وطنی میں احرار کا دفتر قائم کرکے تنظیم سازی کی۔ ایوب خان کے خلاف تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ 1969ء میں چیچہ وطنی میں قادیانیت کے خلاف تحریک کی قیادت کی، گرفتار ہوئے پھر ضمانت پر رہا ہوگئے۔ 1970ء میں اسی مقدمہ میں یحییٰ خان کے مارشل لاء کے تحت ملٹری

کورٹ سے چھے ماہ قید سخت بامشقت پانچ کوڑے اور پانچ ہزار روپے جرمانہ کی سزا ہوئی۔ پورے ملک میں اس سزا پر احتجاج ہوا تو گورنر پنجاب جنرل عتیق الرحمٰن نے کوڑوں کی سزا معاف کر دی۔ آپ تقریباً دس ماہ سنٹرل جیل ساہی وال میں رہے۔

1974ء تک آپ نے چیچہ وطنی میں ہی قیام کیا۔ جس کی وجہ سے آپ کے شاگرد اور عقیدت مند احرار سے وابستہ ہوئے اور حلقۂ احرار بہت مضبوط ہوا۔

حرمین شریفین میں عمرہ کے لیے پہلی حاضری 1974ء

1974ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں بھر پور حصہ لیا اور تحریک کا تمام عرصہ مرکزی دفتر مجلس احرار اسلام لاہور میں قیام کیا، گرفتار ہوئے۔ 7 ستمبر 1974ء کو پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا، اسی روز شام کو رہا ہو گئے۔

27 فروری 1976ء میں (ربوہ) چناب نگر میں مسلمانوں کی پہلی جامع مسجد احرار کے سنگِ بنیاد کی تقریب کا اہتمام کیا، نماز جمعہ پڑھی اور ابتدائی تعمیر اپنے ہاتھوں سے کی۔

1976ء: حرمین شریفین میں دوسری حاضری، حج کیا اور وہیں سکونت اختیار کر لی

مدینہ منورہ میں مستقل قیام: 1976ء تا 1990ء (اس دوران تین (3) مرتبہ پاکستان آئے)

اجازتِ بیعت:

(1) حضرت مولانا عبدالعزیز نور اللہ مرقدہٗ (جانشین حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ)
(رمضان 1405ھ۔ مئی 1958ء۔ بھوربن، مری)

(2) حضرت مولانا محمد حسین للٰہی رحمتہ اللہ علیہ (خلیفۂ مجاز حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ)
(4/ ربیع الثانی 1422ھ۔ 26/ جون 2001ء۔ پنڈ دادن خان ضلع جہلم)

(3) حضرت مولانا عبدالجلیل رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ (خلیفۂ مجاز حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ)

علماء و مشائخ سے استفادہ اور ملاقاتیں:

مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے طویل قیام (1976ء تا 1990ء) کے دوران آپ نے جن شخصیات سے ملاقاتیں کیں اور اُن سے استفادہ کیا اُن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

(1) حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمتہ اللہ علیہ

(2) حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمتہ اللہ علیہ

(3) حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمتہ اللہ علیہ: حضرت کے ہاں مستقل قیام رہا اور آپ کے خصوصی خدام میں شامل تھے۔ آپ کے انتقال کے وقت بھی پاس ہی تھے۔ غسل، کفن، اور دفن میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔

(4) حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمتہ اللہ علیہ (مدینہ طیبہ میں حضرت کے ساتھ مستقل ملاقاتیں رہیں، رمضان المبارک میں مسجد نبوی شریف میں نوافل میں اُن کا قرآن سنا اور خود انھیں سنایا)

(5) حضرت مولانا محمد سعید خان رحمۃ اللہ علیہ (تبلیغی جماعت کے معروف بزرگ)
(امیر تبلیغ، مدینہ طیبہ میں تبلیغ کے کام میں حضرت کے ساتھ شریک رہے اور جماعتوں کے ساتھ نکل کر نصرت کی)

(6) حضرت میاں عبدالہادی دین پوری رحمۃ اللہ علیہ: دین پور شریف ان کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتے۔

(7) حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ: شجاع آباد میں حضرت کے ہاں اکثر حاضری رہتی۔

(8) حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ: کراچی کے سفر میں ہمیشہ حضرت بنوری رحمہ اللہ کے ہاں حاضر ہوتے حضرت بنوری بہت شفقت فرماتے اور اپنا مہمان بناتے۔

(9) حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ: جامعہ قاسم العلوم ملتان میں اکثر نمازیں پڑھتے اور حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ حضرت مفتی صاحب بہت شفقت فرماتے۔ کئی بار حضرت مفتی صاحب نے آپ کو نماز کی امامت کے لیے حکم فرمایا۔ نماز کے علاوہ بھی فرمائش کر کے تلاوتِ قرآن سنا کرتے۔

1990ء میں پاکستان آئے تو والدہ ماجدہ کی شدید علالت کے باعث یہیں قیام کا فیصلہ کر لیا۔

والدہ ماجدہ کا انتقال: 6/جون 1991ء

1993ء میں مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے فیصلے کے مطابق مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار چناب نگر کا نظام مستقل طور پر آپ نے سنبھال لیا۔

برادرِ گرامی کا انتقال: 23/اکتوبر 1995ء۔ سب سے بڑے بھائی جانشینِ امیر شریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاری انتقال کر گئے۔

12/نومبر 1999ء دوسرے بڑے بھائی حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری انتقال کر گئے۔ دسمبر 1999ء میں آپ کو مجلس احرار اسلام کا امیر منتخب کر لیا گیا۔

1993ء تا 2017ء تقریباً چوبیس سال تبلیغ ودعوت اسلام کے فریضہ کی ادائیگی کے لیے چناب نگر مسجد احرار میں مقیم رہے۔ 2017ء سے علالت کی وجہ سے ملتان اپنے گھر منتقل ہو گئے۔

انتقال: ہفتہ، 23 جمادی الثانی 1442ھ/6، فروری 2021ء

نماز جنازہ: 7 فروری 2021ء، اسٹیڈیم قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان

امامت: مولانا سید عطاء المنان بخاری (فرزند و جانشین)

تدفین: احاطۂ بنی ہاشم، قبرستان جلال باقری، ملتان

والد ماجد حضرت امیر شریعت کے قدموں اور برادر گرامی مولانا سید عطاء المؤمن بخاری رحمہ اللہ کے پہلو میں آسودۂ خاک ہوئے۔

رحمه الله رحمةً وّاسعة وادخله الجنت الفردوس

سید محمد معاویہ بخاری

میرے اَب و جَد کی آخری نشانی

میرے عَمِ مکرّم ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری 6 فروری 2021ء بروز ہفتہ اپنی حیاتِ سعید کے ستتر (77) برس اس جہانِ فانی میں گذار کر عالمِ بقاء کو رخصت ہو گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

عَمِ مکرّم حضرت پیر جی ابنائے امیر شریعت میں سب سے چھوٹے بیٹے تھے اور حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی آخری نشانی۔ ان کے سانحۂ وفات پر دل غم سے بوجھل ہے، سوچیں منتشر ہیں۔ اپنے عَمِ مکرّم کے بارے میں لکھنے کا حکم بھی ملا ہے مگر کیا کروں کہ لکھنے بیٹھتا ہوں تو چند سطروں بعد ہی یادوں کا ہجوم مجھے روندنے لگتا ہے، آنکھوں میں آنسوؤں کی دُھند پھیل جاتی ہے۔ اور میں بے حال ہو کر قلم رکھ دیتا ہوں۔ 6 فروری کے بعد سے آج 18 فروری تک میں اسی عرصۂ امتحان میں ہوں، سوچتا ہوں کیا لکھوں کہ میرے اَبُّ وجَد کی آخری نشانی میرے شفیق و مہربان عَمِ مکرّم، میرے راہبر و راہنما۔ جن کی محبت سے دل و دماغ معمور تھے آج ان کی جدائی پر سوگوار ساعتوں کا مرثیہ لکھوں، غم و اندوہ کے انہی مرحلوں سے گزرتے ہوئے فیض احمد فیض یاد آ گئے۔ کیا خوب کہا ؎

گر آج تجھ سے جدا ہیں تو کل بہم ہوں گے
یہ رات بھر کی جدائی تو کوئی بات نہیں

ہم سب اسی راہِ فنا کے مسافر ہیں اور ایک کے بعد ایک سب کو دارِ فنا سے رخصت ہو کر دار البقاء منتقل ہو جانا ہے، باقی رہے گا نام اللہ کا۔ کئی دنوں سے یہ حالت ہے کہ لکھنے بیٹھتا ہوں تو غم و اندوہ کی کیفیات مضمحل کرنے لگتی ہیں اور تحریر کا ربط ٹوٹنے لگتا ہے اس لئے پڑھنے والوں سے التماسِ درگزر کے ساتھ عرض ہے کہ راقم کی یہ بے ربط تحریر قبول فرمالیں۔ بہت کوشش کے باوجود ''؟ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا''۔ لکھنے والے لکھتے رہیں گے اور عَمِ مکرّم کو ان کی دینی و ملّی خدمات پر خراجِ تحسین پیش کیا جاتا رہے گا۔ مگر وہ شخصیت جو اپنے بے پناہ محاسن کے ساتھ ہمارے درمیان موجود تھی اُسے واپس نہیں لا سکتے۔ اس وقت اپنی حالت ایسی ہے جسے کسی دردمند نے شعر میں بیان کر دیا ہے کہ ؎

آہ! لبریز عباراتِ اَلم ہے ہستی
اس صحیفہ میں محبت کا کوئی باب نہیں

میرے عَمِ مکرّم حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ گذشتہ چھے برسوں سے علیل چلے آ رہے تھے مختلف عوارض نے دن بہ دن غلبہ پانا شروع کیا تو ان کے تبلیغی اسفار میں بتدریج کمی آتی چلی گئی۔ انہوں نے اپنی جسمانی قوت و استطاعت سے مطابقت نہ رکھنے والی اَن تھک جدوجہد میں خود کو کھپائے رکھا اپنے ذاتی احوال کو دینی مقاصد پر ہمیشہ ترجیح دی اور سبقت کے باب میں سرفہرست رہے۔

بحمداللہ ہمارے ہاں یہ مستحسن روایت ابھی تک باقی چلی آتی ہے کہ ہم نے اپنے بزرگوں کے بارہ میں خودساختہ

وضعی کرامات کو کبھی تشخصی وجاہت و تشہیر کا ذریعہ نہیں بنایا۔ اپنے دادا حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ جیسی عبقری شخصیت سے لے کر اپنے والد حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری، عم مکرم حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری، عم مکرم حضرت سید عطاء المؤمن بخاری اور عم مکرم حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین تک بے مثال درویشانہ، طرزِ زندگی، مخلصانہ دینی جدوجہد سے عبارت رہی۔ نام ونمود، جاہ وحشمت اور دولت وشہرت سے نفور عملاً اِن حضرات کی حیاتِ سعید کا خاصہ تھا۔ مجھے اپنے خانوادے کی کرامات بارے معلومات نہیں البتہ اگر اُن کی زندگی کے نشیب وفراز کا تذکرہ کرتے ہوئے کسی عمل کو اگر کرامت کہا جاسکتا ہے تو وہ یہ ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے شکر گذار بندے اور ''تواصو بالحق'' اور ''تواصو بالصبر'' کے عملی مظاہرہ کے ساتھ جیئے۔ اور زندگی کے آخری لمحات تک اپنے خالق ومالک رب العزت اللہ جل شانہٗ اور رسالت پناہ سرورِ دو عالم، خاتم النبیین والمعصومین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فرماں برداری کے جادۂ مستقیم پر گامزن رہے۔ الحمد للہ! اگر اس عجز وانکسار بھری سعادت کو کرامت کہا جاسکتا ہے تو یقیناً میرے اَبّ وجَد بحمد اللہ اس کے حاملین میں سے تھے۔ عمِ مکرم حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی بھی اپنے خاندان کے بزرگوں کے روشن نقوش پر اُستوار تھی یادوں کے جزیروں میں کئی شخصیات موجزن ہیں انہی میں حضرت عم مکرم رحمہ اللہ بھی شامل ہیں۔ اپنے بچپن سے اب تک عمِ مُکَرّم کی یادوں کو مرتب کرنا شروع کروں تو شاید ایک کتاب ہو جائے۔ ان کی شخصیت کا موازنہ خاندان کے کسی فرد سے کرنے کے بجائے خود انہی کی ذات سے کیا جائے تو شاید زیادہ مناسب ہو۔ وہ اپنی عادات وخصائل اور ترجیحات کے باعث اوائل عمر میں ہی ''پیر جی'' کے لقب سے ملقب ہوئے۔ کلام اللہ قرآن مجید سے والہانہ شغف وراثت میں ملا تھا۔ چنانچہ حفظِ قرآن کے بعد فنِ تجوید سے خود کو مُزَیّن کرنے کے لئے وقت کے نام وَر اَساتذۂ کرام سے شرف تلمذ حاصل کیا خوب محنت سے لحن وصوت کو سنوارا اور پھر قرآن مجید کی تلاوت کی تو وقت کے اکابر ومعاصر سے دادِ تحسین پائی اور اپنے عظیم والد کے محبوب ہوئے۔ اللہ کا کرم ہے کہ مجھ عاجز کو ۴۰ ربرس کی باتیں بھی حافظہ میں ہیں۔ بالخصوص اپنی ممدوح شخصیت عم مکرم حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے حَسۡبِیۡ رَبِّیۡ جَلَّ اللّٰہ مَا فِیۡ قَلۡبِیۡ غَیۡرُ اللّٰہ نور محمد صَلَّی اللّٰہ . لَا اِلٰہَ اِلا اللّٰہ ۔ کے پاکیزہ کلمات پہلی بار انہی کی زبان سے سُنے تھے، عم محترم مجھے اپنے کندھوں پر بٹھا لیتے اور پھر فرماتے میرے ساتھ پڑھو۔ میں ان کلمات کو دُھراتا تو ہر کلمہ کے بعد فرماتے شاباش۔ یہ سلسلہ کافی دیر چلتا، ہمارے گھر کا صحن نسبتاً کشادہ ہے اور عمِ مُکَرّم اس میں چکر لگاتے جاتے اور ان کلماتِ طَیّبات کا ورد جاری رہتا، بچپن تھا اور مسلسل ایک ہی طرح کے کلمات دُہراتے ہوئے کچھ دلچسپی کم ہوتی تو میں عرض کرتا ''چاچا جی ہُن بس''۔ اِس پر ہنستے ہوئے فرماتے۔ بڑا شریر ہے۔ بڑا اُستاد ہے، بہانے لگا رہا ہے۔ اَچھا 5 بار اور پھر بس۔ یہ وہ پہلی یاد ہے جو آج 59 برس کی عمر میں بھی مستحضر ہے۔ مغرب کی نماز کے بعد عشاء تک مصلّی پر ہی رہتے اپنے اوراد ووظائف ذکر اللہ کرتے، کبھی میں بھی پاس جا بیٹھتا تو متوجہ ہوتے اور لا اِلہ اِلا اللہ کا ذکر قدرے بلند آواز سے کرتے کہ میں بھی دیکھوں۔ دائیں سے بائیں جانب سر کی حرکت اور پھر اِلا اللہ کی ضرب کے ساتھ قلب کی جانب سر کا اثباتی جھکاؤ۔ مجھے بہت اچھا لگتا اور اُن کی نقل کرتا۔ میری حرکت دیکھ کر ان کے ہونٹوں پر ایک دِل آویز تبسم کی لکیر پھیل جاتی۔ قرآنِ مجید کی تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا تو گھر

میں مخدومہ دادی اماں جان رحمۃ اللہ علیہا کے پاس بیٹھ کر قرآن مجید کی سورتیں یاد کرنے کی سعادت حاصل ہوتی اور میرے والد کے کہنے پر عَمِّ مُکَرَّم خصوصی توجہ وشفقت سے اِن اَسباق کی زبانی دُہرائی کراتے۔ میں کہ سکتا ہوں کہ بچپن کی اِبتدائی تعلیم میں عم محترم کا وافر حصہ شامل تھا۔ میری یادداشتوں کا سلسلہ اس وقت منتشر ہے اس لئے جو کچھ یاد آ رہا ہے رقم کر رہا ہوں۔

ایک دفعہ گھر میں کہیں سے آم آئے، گرمیوں کے دن تھے، اچانک ٹھنڈی ہوا چلی اور سیاہ بادل گِھر آئے اور کچھ ہی دیر میں بارش شروع ہوگئی عم مکرم نے فوراً ایک بالٹی میں آم بھگوئے برف ڈالی اور صحن میں پڑے ایک تخت پوش کو صحن کے عین درمیان میں بچھا دیا پھر مجھے اور میرے چھوٹے بھائی سید محمد مغیرہ بخاری کو اپنے مخصوص انداز میں آواز دی، آ جاؤ پُتری آ جاؤ۔ اپنے ساتھ بٹھا کر آم کِھلائے، محبت وشفقت کا یہ انداز آج تک نہیں بھولا۔

بچپن کے بے شمار واقعات ہیں جنہیں ضبطِ تحریر میں لانا ممکن نہیں۔ گذشتہ دس برسوں کے دوران کئی ایسے مواقعے آئے کہ ان کی موجودگی میں چند مجالس میں انہی کے حکم پر گفتگو کا موقع ملا۔ اپنی کم علمی اور نالائقی کا مکمل اِحساس تھا، مگر گفتگو کے اختتام پر جس والہانہ انداز میں عم مکرم نے حوصلہ افزائی فرمائی وہ انہی کا حصہ تھا۔ ہم چھوٹوں پر شفقت وعنایت کا یہ سلسلہ تادم آخر جاری رہا۔ 2017ء میں اَحرار کانفرنس چناب نگر جانے کے لئے تیار تھے اِتفاق ہی کہئے کہ مجھے بھی حاضری کا موقع مل گیا۔ دیکھتے ہی فرمانے لگے میں نے اِرادہ کیا تھا تمہیں بلانے کا اور پیغام یہ دینا تھا کہ تم بھی چناب نگر آؤ، عرض کیا کہ اِن شاءاللہ بہ شرط صحت حاضر ہو جاؤں گا۔ برجستہ فرمایا، تم مجھ سے زیادہ بیمار نہیں ہو، میری خواہش ہے باقی تمہاری مرضی۔ دل مانے تو بھائی جان کفیل کو بتا دینا وہ تمہارے آنے جانے کا بندوبست کردیں گے فی امان اللہ کہا اور روانہ ہوگئے۔ یہ بات شاید وہ بھائی جان سے پہلے کر چکے تھے چنانچہ ان کا فون آیا کیا اِرادہ ہے؟۔ چلنا ہے تو سواری موجود ہے۔ عرض کیا ضرور جانا ہے۔ چناب نگر پہنچے تو عم مکرم کی قیام گاہ پر حاضری دی۔ مرحبا مرحبا کہ کر والہانہ مصافحہ ومعانقہ فرمایا مجھ عاجز کے لئے ایسی پدرانہ شفقت کسی اعزاز سے کم نہ تھی۔ جب سے عم مکرم کا چلنا پھرنا موقوف ہوا تھا گاہے بہ گاہے خدمت میں حاضری ہو جاتی تھی۔ ہمیشہ گھر کے ایک ایک فرد کی احوال پُرسی فرماتے اور دُعائیں دیتے۔

عم مکرم جیسی متوکل علی اللہ شخصیات بہت کم دیکھی ہیں اسی حوالہ سے ایک واقعہ یاد آ رہا ہے جو ان کی استغنا والی زندگی کا عکاس ہے۔ ایک روز صبح کے وقت حاضر خدمت ہوا تو مدرسہ کے صحن میں چند احباب کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ صحت کے دِنوں میں معمول تھا کہ اشراق پڑھ کر باہر تشریف لے آتے۔ صوفی نذیر صاحب مرحوم کے ساتھ ان کی خاصی بے تکلفی تھی چنانچہ ناشتہ یا چائے انہی کے آنے پر موقوف ہوتا ان کا انتظار کرتے ویسے بھی ان کا زندگی بھر کا معمول تھا کہ تنہا کھانا نہیں کھاتے تھے۔ ہمیشہ چند احباب کو ساتھ بٹھاتے اور انہی کے ساتھ کھانا کھاتے۔ جوانی میں شاید کبھی خوش خوراک رہے ہوں گے مگر کھانے کے لئے اہتمام کبھی نہیں کیا تھا۔ جو میسر آتا خوش دِلی سے تناول کر لیتے۔ اُس روز بھی احباب کے انتظار میں تھے راقم حاضر خدمت ہوا تو فرمایا بہت اچھا کیا جو آ گئے ہو، ناشتہ کرو گے؟ عرض کیا جی کروں گا ایک صاحب کو بلایا اور فرمایا کہ سری پائے لے کر آؤ جلدی سے جیب سے پیسے نکالنے لگے تو میں نے عرض کیا چچا جی جو گھر میں ہے وہی کھا لوں گا، آپ یہ خرچہ نہ کریں، اس پر جو جواب دیا وہ حاصل زندگی بھی

ہے اور زبردست نصیحت بھی۔

فرمایا: بیٹا جی! اللہ دیتا ہے تو خرچ کر دیتا ہوں، چند لمحے خاموش رہے پھر فرمایا: بیٹا جی! اللہ سے وعدہ کر رکھا ہے اور یہ وعدہ حرمین شریفین میں کیا تھا کہ اے اللہ! تو مجھے کسی کا محتاج نہ کرنا میں وعدہ کرتا ہوں کہ زندگی میں کبھی مال جمع میں نہیں کروں گا۔ الحمدللہ اُس دن سے آج تک کبھی مال جمع میں نے نہیں کیا اور محروم اللہ نے نہیں رکھا۔ عمِ مکرّم نے زندگی بھر کبھی اِستری شدہ کپڑا نہیں پہنا حتیٰ کہ شادی کے موقع پر بھی عام دُھلا ہوا کھدر کا شلوار قمیض پہنا۔ وہ ایسی چیزوں کو تکلفات میں شمار کرتے تھے۔ بچپن سے دیکھتے آئے کہ جب تک صحت رہی اپنے کپڑے خود دھو لیتے خود فرماتے تھے کہ زمانۂ طالب علمی میں کبھی شوقینی کو جی چاہتا تو کپڑے دھو کر سکھا لیتا پھر ان کی تہہ لگا کر اپنے تکیے کے نیچے رکھ دیتا بس شوقینی پوری ہو جاتی تھی۔

گرمی ہو یا سردی ہمیشہ موٹے کھدر کا کرتہ اور تہ بند زیب تن فرماتے، سر پر گول ٹوپی اور کبھی رومال باندھ لیتے، کبھی زرق برق اور اعلیٰ کپڑے کی طلب نہیں رکھی اگر کسی نے ہدیۃً اچھا کپڑا دیا بھی تو کسی دوسرے کو ہدیہ کر دیتے فرماتے بھائی میرا یہ ذوق نہیں ہے۔ کھدر ہی اچھا لگتا ہے۔ عام طور پر ہلکے نیلے رنگ کا تہ بند پسند فرماتے۔ عم مکرم جن دنوں حجازِ مقدس میں قیام پذیر تھے اطلاع ملتی کہ پاکستان تشریف لا رہے ہیں، سب کی خواہش تھی کہ کراچی سے بذریعہ ٹرین ملتان پہنچیں گے تو استقبال کے لئے جائیں گے۔ مگر ساری تیاریاں اُس وقت دَھری رہ جاتیں جب وہ اچانک ہی بغیر تشہیر کئے گھر پہنچ جاتے۔ اور سب حیرت نما خوشی سے دوچار ہوتے۔ مگر ہم چھوٹوں کو اپنے منصوبے ناکام ہونے کا بے حد قلق ہوتا۔ ایک دن گھر میں خوش گوار ماحول میں سب کے ساتھ تشریف فرما تھے تو عرض کیا ''چاچا جی'' ہم نے تو آپ کے استقبال کے لئے اسٹیشن جانے کا پروگرام بنا رکھا تھا اور آپ اچانک آ گئے۔ ہنستے ہوئے فرمانے لگے اچھا تم اب اپنا شوق پورا کر لو، میں گھر سے باہر جا کر دوبارہ آتا ہوں تم نے جو پٹاخے پھوڑنے ہیں پھوڑ لو اور جو ہار پہنانے ہیں پہنا لو۔ یہ کہ کر کھڑے ہو گئے۔ راقم نے عرض کیا اب کیا فائدہ؟

2014ء کی بات ہے خاندانِ امیر شریعت سے محبت رکھنے والے الحاج شیخ انعام الٰہی مرحوم کے فرزند شیخ یامین الٰہی مرحوم ہم سب سے بہت والہانہ محبت کرتے تھے ہر خدمت کے لئے دل و جان سے حاضر رہتے۔ میرے والد سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ سمیت تینوں عمّانِ مکرم کے مزاج آشنا بھی تھے۔ انہیں بخوبی معلوم تھا کہ عم مکرم حضرت پیر جی مدینہ منورہ سے آئی کھجوروں اور آبِ زم زم کے ہدیہ کے علاوہ کپڑوں یا رقوم کی صورت میں خدمت کے حوالہ سے بہت محتاط تھے۔ بھائی یامین مرحوم کچھ رقم حضرت پیر جی کی خدمت میں پیش کرنے پر مُصر تھے مگر حوصلہ نہیں پا رہے تھے کہ کیسے جا کر پیش کروں۔ چنانچہ میرے پاس چلے آئے اور منت سماجت کے انداز میں کہنے لگے بھائی معاویہ مجھے بہت ڈر لگتا ہے آپ ہی کوئی میری مدد کرو۔ میں نے کچھ دن صبر کرنے اور موقع ملنے پر گذارش پیش کرنے کی مہلت مانگی۔ عم مکرم چناب نگر سے ملتان تشریف لائے تو ملنے کے لئے حاضر خدمت ہوا، موقع پر بھائی یامین مرحوم کی بات یاد آ گئی عرض کیا کہ وہ بھائی یامین آپ کی خدمت میں کچھ ہدیہ پیش کرنا چاہتے ہیں اور مجھے کہا ہے کہ آپ سے اجازت حاصل کر لوں۔ فرمایا اچھا تم اس کے سفارشی بن کر آئے ہو؟ وہ تو دیوانہ ہے اسے کہو کہ میں نے قبول کر لیا ہدیہ اب یہ رقم جماعت کے فنڈ میں جمع کرا دے سمجھو مجھے مل گئے۔

میں نے یہی جواب بھائی یامین کو بتایا تو وہ رو پڑے اور کہا کہ بھائی دنیا میں ایسے لوگ کہاں ہوں گے جو اپنی ذات سے بڑھ کر اپنے مشن و مقصد کو ترجیح دیتے ہوں۔ یہ وصف تو میں نے حضرت امیر شریعت کی اولاد میں دیکھا ہے۔

11 فروری 2008ء کو راقم نے دفتر ماہنامہ ''الاحرار'' کی تعمیر کا آغاز کیا تھا۔ سنگِ بنیاد رکھنے کے لئے حضرت عم مکرم اور بھائی جان سید محمد کفیل بخاری صاحب سے درخواست کی جو قبول کر لی اور صبح نو بجے عمِ مکرّم بھائی جان سید محمد کفیل شاہ صاحب مدظلہ اور ان کے چچا سید مرتضیٰ شاہ صاحب کے ہمراہ تشریف لے آئے اپنے دستِ مبارک سے سنگِ بنیاد رکھا، دُعا فرمائی اور رخصت ہو گئے۔ راقم کو دفتر کی تعمیر میں کئی مشکلات درپیش تھیں چنانچہ اس کی تکمیل میں 6 برس کا عرصہ لگ گیا۔ 15 مارچ 2014ء کو عمارت مکمل ہوئی تو افتتاح کے لئے درخواست پیش کی۔ جسے بہت خوشی سے قبول فرمالیا۔ باوجود ضعف و علالت کے تشریف لائے، افتتاح کیا اور کامیابی کی دُعا فرمائی، اس موقع پر کئی بزرگ شخصیات شریک ہوئیں جن میں بالخصوص میرے پھوپھا جان حضرت سید وکیل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، بڑے بھائی سید محمد کفیل بخاری مدظلہ، برادران عزیز مولانا سید عطاء المنان بخاری، سید عطاء اللہ ثالث بخاری، میرے بھانجے مولانا مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی، بھائی نیاز احمد صاحب سٹینڈرڈ بیکری والے، مولانا فیصل سرگانہ صاحب، بھائی محمد یامین مرحوم، صوفی نذیر صاحب مرحوم، ابو معاویہ محمد یعقوب خان خواجکزئی مرحوم، محمد معاویہ مرحوم ابن بشیر احمد صاحب نور محلی مرحوم۔ میرے عزیز دوست محمد عمران اعظم صاحب، ابو میسون اللہ بخش اَحرار صاحب، مولانا محمد اکمل، عزیز بھائی محمد لقمان منشاد اور حافظ محمد طارق چوہان سمیت دیگر کئی محبت کرنے والے احباب بھی شریک محفل ہوئے اور میری عزت افزائی کی۔ عصر کی نماز اسی دفتر میں ادا کی گئی۔ یہ ایک یادگار موقع تھا میرے لئے، میں خوش بھی تھا اور اُداس بھی کہ اس موقع پر میرے والد گرامی رحمہ اللہ حیات نہیں تھے، کاش وہ بھی موجود ہوتے تو انہیں بہت خوشی ہوتی چنانچہ اپنی یہ حالت تھی کہ :

دل کو خوشی کے ساتھ ہوتا رہا ملال بھی

برادرِ عزیز مولانا سید عطاء المنان بخاری سلمہ اللہ 17 فروری بدھ کے روز میری والدہ محترمہ کی عیادت کے لئے گھر آئے تو دورانِ گفتگو اپنے والد حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ کا ایک واقعہ سنایا کہ لاہور دفتر اَحرار میں ختم نبوت کورس ہو رہا تھا۔ حضرت عم مکرم بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ اسی موقع پر ایک معروف سیاسی خاندان کے رُکن بھی ملاقات کے لئے آئے اور ختم نبوت فنڈ میں اپنا حصہ جمع کرایا رسید حاصل کی اس کے بعد وہ حضرت عم مکرم سے ملاقات کیلئے آئے کچھ دیر بیٹھے اور پھر ایک معقول رقم بطور ہدیہ پیش کی۔ عم مکرم نے دفتر اَحرار لاہور کے منتظم میاں محمد اویس صاحب کو بلایا اور فرمایا یہ رقم ختم نبوت فنڈ میں جمع کرا دیں اور رسید کاٹ دیں۔ ہدیہ دینے والے موصوف بہت حیرت زدہ ہوئے اور میاں اویس صاحب سے کہنے لگے بھئی ہم نے بہت سے مذہبی رہنما دیکھے ہیں مگر ایسی شخصیت پہلی بار دیکھی ہے جو اپنے مقصد و مشن کے لئے اتنی مخلص اور دنیاوی معاملات میں اپنی ذات کے حوالہ سے اتنی بے نیاز ہو۔ عم مکرم رحمۃ اللہ علیہ اپنی پوری حیاتِ سعید میں زمینوں، جائیدادوں اور مال جمع کرنے کے پھندوں میں نہیں اُلجھے، درویشانہ زندگی توکل علی اللہ کے ساتھ بسر فرمائی۔ جب تک حجازِ مقدس میں قیام رہا تو بھی محض جسم و جاں کا رشتہ برقرار رکھنے کے لئے مزدوری کر لیتے اور پھر بارگاہِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں

حاضر باش رہتے یا پھر ولی العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہٗ کے ہاں حضرت شیخ کی خدمت پر مامور رہتے۔

عم مکرم رحمہ اللہ اپنے قیامِ حجاز کے حوالہ سے جب واقعات بیان فرماتے تو جس شخصیت کا تذکرہ اکثر فرماتے وہ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شخصیت تھی۔ جن کی صحبتوں اور محبتوں سے انہوں نے کسب فیض کیا۔ یہ بات بتاتے ہوئے ان کے چہرے پر ایک عجیب سرشاری کی کیفیت ہوتی کہ جب حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تو ان کے کفن دفن کے تمام مراحل میں شرکت کی سعادت مجھے بھی حاصل ہوئی۔ اس کا تذکرہ مولانا ابوالحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی سوانح میں بھی کیا ہے۔ عم مکرم رحمہ اللہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے حُسنِ سلوک کے واقعات بیان کرتے ہوئے بار بار فرماتے سبحان اللہ! کیا شفیق و مہربان شخصیت تھے حضرت شیخ الحدیث!۔ ایک دفعہ بیان فرمایا کہ جب میں حرم شریف میں حضرت شیخ الحدیث کی خدمت میں حاضر ہوا، معلوم نہیں اُنہیں مجھ فقیر کے احوال کا پتہ کیسے چلا، میں تو اس کو حضرت کے کشف و کرامت ہی سے تعبیر کرتا ہوں، حضرت نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا، جب تک تم یہاں ہو کھانا میرے پاس ہی کھانا۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ کے ہاں عقیدت مندوں کا تانتا بندھا رہتا اور بعض حضرات کے رڈیوں بارے میرے دِل میں کچھ عجیب سا خیال آیا اور میں اسی خیال کے تحت دوپہر کے کھانے میں شریک نہ ہوا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت رحمہ اللہ کے خادم خاص صوفی اقبال صاحب سے ملاقات ہوئی تو بہت پریشانی کے ساتھ فرمایا بھئی شاہ جی آپ نے آج تو مروا ہی دیا کہ حضرت شیخ نے آپ کے نہ آنے کی وجہ سے کھانا نہیں کھایا۔ بار بار آپ کا پوچھتے رہے کہ ''عطاء المہیمن''، نہیں آئے، انہوں نے تو کھانا میرے ساتھ کھانا تھا۔ یہ سنتے ہی مجھے بہت پشیمانی اور ندامت ہوئی۔ چنانچہ اسی شام حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت شیخ نے میری کیفیت بھانپ کر فرمایا، بھائی شاہ جی! آپ نے تو ہمارے لئے آنا تھا۔ عم مکرم فرماتے تھے کہ پھر میں نے تہیہ کر لیا کہ اب حضرت شیخ کی صحبت میں ہی رہوں گا چنانچہ میں نے اپنے آپ کو ان کی خدمت کے لئے وقف کر دیا۔ حضرت کے مہمان خانے کی صفائی ستھرائی اور برتن دھونے کی ذمہ داری خود لے لی، ہنستے ہوئے فرمانے لگے بعض دیگر خدام جن سے تعارف نہیں تھا وہ مجھے برتن دھوتا دیکھ کر اپنے برتن بھی لاکر میرے سامنے رکھ دیتے کہ لے بچو بڑا شوق ہے تمہیں خدمت کا تو اَب ہمارے برتن بھی دھو۔ مسکراتے ہوئے فرمانے لگے میں نے ان حضرات کو ایک دن اس طرزِ عمل پر صرف اتنا کہا کہ میں تمہارے لئے نہیں بلکہ حضرت شیخ کی وجہ سے یہ خدمت کرتا ہوں۔

انہی دِنوں کا ایک اور واقعہ بھی سنایا کہ ایک دن حضرت شیخ کے مہمان آئے ہوئے تھے انہوں نے کھانا کھایا ان میں سے ایک صاحب نے تھالی میں سالن بچا دیا۔ میں نے وہ پلیٹ اُٹھائی اور برتن کو صاف کرنے لگا۔ حضرت شیخ شاید میری ہی طرف متوجہ تھے مجھے یہ عمل کرتے دیکھ کر فرمایا کہ تمہیں کس نے اجازت دی ہے کہ ہمارے مہمانوں کے بچے ہوئے سالن کو استعمال کرو۔ اس کو چھوڑ دو اور اپنے حصے کا کھانا کھاؤ، عم مکرم حضرت شیخ رحمہ اللہ کے واقعہ کو بیان کرتے تو ان کی آنکھیں نم ہو جاتیں، پھر ایک آہ بھر کر فرماتے

اب ایسا کہاں سے لائیں کہ اُن سا کہیں جسے

ایک اور واقعہ بیان فرمایا، کہنے لگے ایک دفعہ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ طواف سے فارغ ہوئے تو میں نے زم زم کا ہدیہ پیش کیا، حضرت شیخ نے استفسار فرمایا کہ یہ زم زم کہاں سے لیا ہے؟ عرض کیا: حضرت خریدا ہے۔ یہ سنتے ہی فرمایا، تمہیں معلوم نہیں کہ زم زم کی بیع وشراء (خرید وفروخت) حرام ہے۔ حضرت کی یہ بات سُن کر پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور اپنی غلطی کا شدید احساس ہوا۔ پھر بڑی حسرت و یاس کے ساتھ فرماتے بھئی! ہمیں تو جو کچھ ملا انہی بزرگوں کی صحبت میں رہ کر ہی نصیب ہوا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ عم مکرم حجازِ مقدس سے واپس تشریف لائے تو ہم سب اصاغر کو جمع فرمایا اور اپنے چھوٹے بیگ میں سے چیزیں عنایت فرمائیں۔ راقم کے حصہ میں ایک چھوٹی سی خوب صورت گھڑی آئی، فرمانے لگے بھئی! تمہارا چاچا سیٹھ نہیں ہے، بس اپنی حیثیت کے مطابق جو میسر ہوا لے آیا، فقیر کا ہدیہ قبول کرو، راقم کے پاس کم وبیش 40 برس پہلے کی وہ گھڑی آج بھی محفوظ ہے۔ عمِ مکرّم کی محبتوں کا انداز بہت منفرد تھا۔ نصیحت بھی فرماتے اور محبتیں بھی نچھاور کرتے۔ ایسے بے شمار واقعات ہیں جو مجھ عاجز کے ساتھ پیش آئے اور عمِ مکرّم کی نگہبانی وراہنمائی میسر آئی۔ ان کے دنیا سے چلے جانے کے بعد یہ مبارک سلسلہ ختم ہو گیا۔

☆☆☆

میری اہلیہ کئی دن سے اِصرار کررہی تھی کہ چچا جان کے ہاں جانا ہے۔ کئی دن ہو گئے ہم نہیں جا سکے تھے، میری اہلیہ حضرت عمِ مکرم رحمہ اللہ سے بیعت ہیں، 4 فروری جمعرات کا دِن تھا، میری اہلیہ چچا جان کے پاس جانے کو تیار ہوئی۔ اسی اثناء میں میری والدہ محترمہ جو کہ مختلف عوارض کے باعث علیل ہیں انہیں معلوم ہوا تو فرمانے لگیں کہ مجھے بھی ساتھ لے چلو عرض کیا کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے گلی میں سے چل کر جانا پڑے گا آپ کو دِقت ہوگی، فرمانے لگیں نہیں کوئی دقت نہیں، مجھے بھی ساتھ لے چلو، اس سے ایک دن پہلے بھائی سید محمد کفیل شاہ صاحب سے چچا جان سے ملنے کا تذکرہ ہوا تو انہوں نے فرمایا آپ نے جس وقت بھی جانا ہو مجھے اطلاع کردیں سواری کا بندوبست میں کردوں گا چنانچہ ہفتہ کے دن بعد از نماز عصر انہیں مطلع کردیا گیا اور انہوں نے سواری بھجوا دی بھائی جان کے فرزندِ ارجمند حافظ سید عطاء المحسن بخاری سلمہ الرحمٰن آ گئے ان کے ہمراہ میری والدہ محترمہ اور اہلیہ دارِ بنی ہاشم گئیں۔ رات تقریباً 9 بجے واپسی ہوئی والدہ محترمہ میرے پاس آ بیٹھیں اور عم محترم کی صحت بارے تشویش کا اظہار کرتی رہیں۔ فرمانے لگیں پیر جی بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ اب تو بولنے میں بھی دِقت ہوتی ہے انہیں۔

کچھ دیر میرے پاس بیٹھی احوال بیان فرماتی رہیں۔ پھر فرمایا کہ میں کھانا کھا لوں بعد میں تمہارے پاس آتی ہوں۔ عرض کیا ٹھیک ہے آپ کھانا کھا لیں۔ میری اہلیہ نے انہیں انسولین کا انجکشن لگایا اس کے بعد جونہی وہ لقمہ اُٹھانے لگیں تو داہنا ہاتھ اُٹھایا بہت کوشش کے باوجود حرکت نہیں ہوئی تو میرا چھوٹا بیٹا سید محمد وردان بخاری سلمہٗ بھاگا ہوا آیا کہ دیکھیں امی کو کیا ہوا وہ ہاتھ نہیں اُٹھا پا رہیں۔ جلدی سے وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ان کی دائیں جانب کا ہاتھ کام نہیں کررہا تھا چند لقمے چمچ سے کھلا کر فوراً بستر پر لے آئے بلڈ پریشر چیک کیا تو وہ 210 سے زائد تھا فوری طور پر معالج ڈاکٹر مسعود صاحب سے رابطہ کیا، صورتِ حال بتلائی تو انہوں نے جلد از جلد ایمرجنسی سنٹر لے جانا تجویز کیا، بڑے بیٹے سید محمد شراحیل بخاری سلمہٗ نے ایمبولینس سروس 1122 پر اطلاع کر کے ایمبولینس منگوائی اور تقریباً ساڑھے گیارہ بجے شب ہم نشتر ہسپتال کے ایمرجنسی سنٹر پہنچ گئے الحمد للہ فوری طور پر طبی امداد شروع ہوئی، سٹی سکین سمیت

متعدد ٹیسٹ کرائے گئے، جو بحمد اللہ صحیح آئے۔ اگلے روز معالج حضرات نے طبیعت نسبتاً بحال ہونے پر گھر جانے کی اجازت دے دی، تاہم فالج کا حملہ دائیں جانب ہو چکا تھا اور اپنے شدید اثرات چھوڑ گیا تھا۔ بھائی جان سید محمد کفیل شاہ صاحب کو تمام صورتِ حال سے آگاہ رکھا تھا، اس لئے قدم قدم ان کی معاونت حاصل رہی۔ ڈاکٹر نے فزیوتھراپی تجویز کی تھی اور مسئلہ یہ تھا کہ اکثر مرد حضرت ہی اس شعبہ میں معروف ہیں لیکن والدہ صاحبہ کا فرمانا تھا کہ معذوری قبول ہے مگر کسی غیر مرد سے تھراپی نہیں کرانی۔ یہ مشکل بھی بھائی جان کفیل شاہ صاحب کی خصوصی توجہ ومہربانی سے حل ہوگئی اور ایک خاتون فزیوتھراپسٹ کی خدمات میسر آگئیں۔ 6 فروری اتوار کا دن تھا اور خاتون ڈاکٹر صاحبہ کی چھٹی تھی۔ چنانچہ ہم اپنی سی کوشش سے والدہ محترمہ کو ورزش کرانے میں مصروف رہے۔ نمازِ ظہر ادا کر کے ابھی بیٹھے ہی تھے کہ فون پر یہ اندوہناک خبر موصول ہوئی کہ میرے عم محترم ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری انتقال فرما گئے ہیں۔ کب؟ کہاں؟ کیسے؟ جیسے سوال بے معنی تھے سو اسی وقت اپنے دونوں بیٹوں کو والدہ کے پاس چھوڑ کر اہلیہ کے ہمراہ دارِ بنی ہاشم پہنچے گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا میرے اب وجد کی آخری نشانی عم مکرم آنکھیں بند کئے اَبدی نیند سو رہے تھے، چہرے پر اطمینان و راحت کے آثار تھے۔ بے اختیار آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ میری چچی جان اور گھر کے دیگر افراد اس سانحۂ وفات پر غمگین تو تھے مگر صبر و استقامت کے ساتھ۔ کچھ دیر عم محترم کے پاس ٹھہرا، پھر ضبط کے بندھن ٹوٹنے لگے تو باہر چلا آیا اور برادرِ عزیز حافظ مولوی سید عطاء المنان سلمہ الرحمٰن سے ملاقات ہوئی ان سے گلے ملا، تعزیت کی۔ برادرِ عزیز حافظ سید عطاء المنان سلمہ نے گذشتہ چند برسوں سے خود کو اپنے عظیم والد کی خدمت کے لئے وقف کر رکھا تھا، دن رات کا آرام محض اپنے والد ماجد رحمہ اللہ کی خدمت و راحت رسانی کے لئے قربان کیا ہوا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ میرے عزیز بھائی نے ایک سعادت مند فرزند ہونے کا حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ اللہ کریم میرے عزیز بھائی کو اس خدمت پر اپنی شان بے پناہ کے مطابق اَجر عطاء فرمائے۔ آمین۔ بھائی جان سید محمد کفیل بخاری مدظلہ اپنی جماعتی مصروفیات کے تحت لاہور تشریف لے گئے تھے اطلاع ملتے ہی وہ بھی ملتان کے لئے روانہ ہوئے۔ عم مکرم کو غسل دینے کا معاملہ بھائی جان کے آنے تک مؤخر کیا گیا۔ تقریباً دو گھنٹے دارِ بنی ہاشم میں گزار کر گھر واپسی ہوئی، میری والدہ محترمہ کو حضرت عم مکرم کے سانحہ وفات سے لاعلم رکھا گیا تھا لیکن وہ ہمارے چہروں پر لکھی کہانی پڑھ کر سمجھ گئیں کہ کیا ہوگیا ہے۔ ہمیں دیکھتے ہی انہوں نے رقت آمیز لہجہ میں کہا پیر جی رخصت ہوگئے؟ کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی تو اثبات میں سر ہلا دیا۔ لمحہ بھر میں گھر کے در و دیوار پر سوگواری کی کیفیت طاری ہوگئی۔ بعد از نماز عشاء حضرت پیر جی کو غسل دیا جانا تھا، بہت عزیز بھائی محمد لقمان صاحب نے فون پر مطلع کیا تو فوراً اس سعادت کو حاصل کرنے دارِ بنی ہاشم روانہ ہوگیا، بھائی جان لاہور سے تشریف لا چکے تھے۔ ایک اور عزیز دوست ''محمد مہربان'' مجھے لینے آئے۔ الحمد للہ عم مکرم کو غسل دینے میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی، برادرِ عزیز مولانا عطاء المنان بخاری سلمہ اللہ، سید عطاء اللہ ثالث بخاری، بھائی جان سید محمد کفیل بخاری مدظلہ، عزیز بھانجے مولانا مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی، ان کے والد محترم سید وقار الحسن ہمدانی، مولانا محمد اکمل، مولانا فیصل سرگانہ، بھائی محمد لقمان منشاد، محمد طارق چوہان، شیخ جاوید صاحب بھائی محمد مغیرہ ابن صوفی نذیر صاحب مرحوم، محمد مہربان نے اپنی اپنی محبت کا حصہ ڈالا۔ کسی نے پانی مہیا کیا تو کوئی دوسری خدمت میں مصروف رہا۔ عم مکرم کو غسل دیتے وقت جب ان کے

بازوؤں کو اُٹھایا گیا تو وہ اسی طرح نرم تھے گویا حیات باقی ہو۔ بے اختیار سب کی زبان سے سبحان اللہ کے کلمات ادا ہوئے۔ غسل کے بعد عم مکرم کو آخری لباس (کفن) پہنایا گیا چہرہ کھلے گلاب کی مانند اسی طرح سرخ وسفید اور نورانیت سے بھرپور تھا جیسا کہ ان کی حیات میں دِکھائی دیتا تھا۔ ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یّشاء ۔

عم مکرم کو اہل خانہ کے درمیان رکھ دیا گیا، باہر محبت کرنے والوں کا ہجوم بڑھ رہا تھا اور سب کا اصرار تھا کہ ہمیں چہرہ کی زیارت ابھی کرا دی جائے جسے بھائی جان سید کفیل بخاری صاحب نے منظور کیا اور عم مکرم کو ان کے چاہنے والوں کے درمیان رکھ دیا گیا۔ عجیب منظر تھا لوگ دھاڑیں مار کر رو رہے تھے۔ تقریباً پون گھنٹے دیدار کرانے کے بعد عم مکرم کو گھر منتقل کر دیا گیا کہ اہل خانہ بھی جی بھر کے اپنی محبوب شخصیت کو دیکھ لیں کہ اس کے بعد پھر لمبی جدائی ہے۔

بھائی جان سید کفیل بخاری صاحب نے تدفین کے لئے قبر کی تیاری کے سارے انتظامات رات سے ہی شروع کرا دیئے تھے جبکہ مشاورت سے طے کیا گیا کہ جنازہ سپورٹس گراؤنڈ کے بجائے قلعہ کہنہ قاسم باغ سٹیڈیم میں 7 فروری پیر کی صبح گیارہ بجے ادا کی جائے گی۔ مدرسہ معمورہ کے طلباء، اساتذہ اور مجلس احرار کے کارکنوں نے اپنے ذمہ ڈیوٹیاں لیں اور ممکن حد تک بہتر انتظامات کر دیئے۔ ملتان کی انتظامیہ نے بے پناہ ہجوم کو دیکھتے ہوئے ٹریفک کے خصوصی انتظامات کئے اور سہولت پہنچائی۔ 7 فروری کی صبح نو بجے سے ہی ہزاروں لوگ جنازہ میں شرکت کے لئے سٹیڈیم پہنچ گئے۔ محبت کرنے والوں کا ہجوم گیارہ بجے تک اتنا بڑھ چکا تھا کہ سٹیڈیم میں گنجائش کم ہوگئی مجبوراً داخلی دروازوں کو بند کرنا پڑا۔ کئی اکابر علماء وصلحاء موجود تھے۔ سب نے اپنے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے عم مکرم کی دینی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ تقریباً ساڑھے گیارہ بجے عم مکرم کے فرزند ارجمند مولانا حافظ سید عطاء المنان بخاری سلمہ الرحمٰن نے نمازِ جنازہ پڑھائی، بلا مبالغہ ہزاروں افراد کا ہجوم تھا اور ہر شخص آخری دیدار کے لئے بے تاب مگر صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے سب سے معذرت کی گئی تاکہ تدفین میں تاخیر نہ ہو۔ ایمبولینس کے ذریعے میت کو قبرستان پہنچایا گیا۔ بے پناہ رش کے باعث راستے مسدود تھے۔ بھائی جان سید محمد کفیل بخاری صاحب اور راقم نے کچھ فاصلہ پیدل چل کر طے کیا اور پھر موٹر سائیکلوں پر قبرستان تک پہنچے یہاں بھی لوگوں کی ایک بڑی تعداد اپنے محبوب راہنما کو اَلوداع کرنے کو موجود تھی۔

الحمد للہ عم مکرم کو لحد میں اُتارنے کے لئے برادر عزیز مولانا سید عطاء المنان بخاری، سید عطاء اللہ ثالث بخاری، عزیزی مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی اور راقم محمد معاویہ کو سعادت حاصل ہوئی۔ عم مکرم کی قبر ان کے والد حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں کی جانب اور ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المؤمن بخاری رحمہ اللہ کے پہلو میں بنائی گئی۔ تدفین کے بعد دُعا ہوئی، لوگ اپنی اپنی محبت وعقیدت کا خراج پیش کرتے رہے۔ ہر آنکھ اشکبار تھی۔

عم مکرم کو ظاہراً کوئی بیماری نہیں تھی لیکن معدہ کی کمزوری اور تکلیف ایک عرصہ تک لاحق رہی، اسی وجہ سے ضعف بڑھا اور چلنے پھرنے سے معذوری ہوگئی۔ سانس کی نالیوں میں کھچاؤ آ گیا تھا اور گفتگو کرنے میں دقت ہوتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ آخری اَیام میں گفتگو بہت کم فرماتے، بولنے میں دِقت ہوتی تھی، ہر شخص کو ان کی دھیمی آواز اور جملے سمجھ نہیں آتے تھے تاہم گھر کے افراد بات سمجھ لیتے تھے۔ جس دن انتقال ہوا اُس روز خلافِ معمول فرمایا کہ مجھے کچھ کھانے کو دو، ہماری چچی صاحبہ نے شوربے میں بھیگی ہوئی چپاتی ثرید بنا کر پیش کی جس کے چند چمچ ہی تناول فرمائے۔ پھر فرمایا

بس اور نہیں، معمول کی دوا کھلائی اور اس کے فوراً بعد ہی طبیعت بگڑ گئی۔ چچی صاحبہ نے عزیزی سید عطاء المنان سلمہ سے کہا کہ جلدی آؤ اور دیکھو تمہارے ابّی کی طبیعت خراب ہو رہی ہے، لیکن

اُلٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا

وقت موعود آن پہنچا تھا، عم مکرم نے ایک گہری سانس لی اور اپنے خالق و مالک کو یاد کرتے ہوئے اسی کے سپرد ہوگئے۔ اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون۔ ان کے آخری لمحات کی کیفیات کو سُنا تو بے اختیار قرآن مجید کی آیتِ کریمہ یاد آ گئی کہ جب اللہ کے فرماں بردار بندوں کو پیغام اجل آتا ہے تو ان کے لئے حالتِ نزع کے تکلیف دہ مرحلے اللہ کریم اپنے فضل و کرم سے آسان فرما دیتے ہیں اور حکم ہوتا ہے کہ:

’’یَآ اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ O ارْجِعِیٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً O فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ O وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ O (سورۃ الفجر، آیات، 27 تا 30)‘‘

ترجمہ: ’’اے مطمئن روح چل اپنے رب کے جوارِ رحمت کی طرف چل اس طرح سے کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے راضی (ادھر چل کر) تو میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔‘‘

عمِ مُکرّم کو لحد میں اُتارتے ہوئے ضبط کے بندھن ٹوٹے تو بے اختیار آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہہ نکلا، اپنے پیاروں کو منوں مٹی کے ڈھیر کے نیچے رکھتے ہوئے کیا گزرتی ہے؟ انسان کی ساری توانائیاں، عقل و دانش کی ساری منصوبہ بندیاں، وسائل کی دستیابیاں، اس ایک مرحلے پر آ کر کیسی بے دست و پا اور بے بسی، بے قدرتی کی آخری حد کو چُھو جاتی ہیں اور بے ساختہ پروردگارِ عالم کا ازلی و اَبدی باجبروت پیغام سُنائی دینے لگتا ہے:

’’کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ O وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ‘‘ (سورۃ الرحمٰن، آیات 26، 27)

ترجمہ: ’’جو کچھ ہے سب فنا کے گھاٹ اُترے گا اور باقی رہے گا۔ نام اُس جلالت پناہ اِکرام والے رب کا‘‘ جو اَوّل بھی ہے اور آخر بھی۔ اللہ اکبر۔

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

ڈاکٹر عمر فاروق احرار

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی آخری نشانی

ایسے مناظر کمیاب ہیں کہ جہاں جلال اور جمال اکٹھا ہو جائے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی جلال و جمال کے اظہار کی خوب خوب ترجمانی کرتی تھی۔ اِسی لیے شورش کاشمیری نے لکھا تھا کہ ''شاہ جی! دیکھنے کی نہیں، پیار کرنے کی چیز ہیں۔'' ہم نے شاہ جی کو نہیں دیکھا، لیکن اُن کے چاروں فرزندان میں اُن کے جمال و جمال کا خوب خوب نظارہ کیا۔ دنیا کی دولت سے تہی، مگر غیرتِ ایمانی سے معمور اِن عظیم بزرگوں کی حق گوئی اور خود اختیار کردہ فقر و درویشی نے بے حد متاثر کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اِن مردانِ خدا مست کی محبت دل پر ایسے نقش ہوئی کہ جسے حوادث زمانہ اپنی تمام تر کوشش کے باوجود کھرچنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اُن کے حسنِ کردار کی بدولت اُنہیں لوگوں نے ٹوٹ کر چاہا۔ حضرت امیر شریعت اور اکابر احرار کی تربیت نے فرزندانِ بخاریؒ کو ہمیشہ صراط مستقیم پر گامزن رکھا۔ مصلحت کوشی کی آسائشوں بھری زندگی کے بجائے حق و صداقت کی کانٹوں بھری شاہراہ کا انتخاب ہی اُن کی شناخت اور پہچان بن گیا ہے۔ یہ درست ہے کہ کچھ ایسے سنگ دل بھی موجود رہے ہیں کہ جو اُن پر ہمیشہ لب کشا رہے، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ اُن کے کٹر دشمنوں نے بھی اختلاف کی اتھاہ گہرائیوں میں لتھڑ کر بھی اُن کے کھوٹ اور ملمع سے پاک کردار کی گواہی دی ہے۔

حضرت پیر جی مولانا سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ حضرت امیر شریعت کے سب سے چھوٹے فرزند اور عہدِ موجود میں اُن کی آخری نشانی تھے۔ انہیں اپنے تاریخ ساز والد کی شفقتوں سے بھی وافر حصہ ملا۔ بچپن میں اُن کے والد مکرم نے اُنہیں ''پیر جی'' کہہ کر پکارا، جو آگے چل کر اُن کی شخصیت کی پہچان بن گیا۔ حضرت پیر جی نے مختلف مدارس میں دینی تعلیم حاصل کی، مگر طبعی رجحان کی بدولت بطورِ خاص فن قرأت میں اپنے وقت کے عظیم قرا سے کسبِ فیض کیا۔ حضرت امیر شریعت کی رحلت کے بعد اپنے بڑے بھائیوں کی سرپرستی میں اپنے والد ماجد کے واحد ترکہ یعنی مجلس احرار اسلام کی آبیاری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ برسوں مدینہ منورہ میں قیام رہا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس اللہ سرہ العزیز کی صحبتوں اور محبتوں سے خاص حصہ پایا۔ جب حضرت شیخ الحدیث نے وفات پائی تو اُن کے کفن دفن میں بھی شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ جب تک حجاز مقدس میں قیام رہا، رزق حلال کی خاطر باقاعدہ عام مزدوروں کی طرح ہر طرح کی مزدوری کی۔ جو اُجرت ہاتھ آتی، اگلا دن چڑھنے سے پہلے پہلے دوستوں کی ضیافت اور مستحقوں کی خدمت میں صرف کر دیتے اور پھر سے کام میں جت جاتے۔ وہ چاہتے تو اپنے والد کی نسبت کو اپنی ذات کے لیے راحتوں کا سامان بنا سکتے تھے، لیکن اس کے برعکس انہوں نے شہرت و ناموری پر گم نامی کو ترجیح دی۔ دولت اور مال و زر کی ذخیرہ اندوزی کرنا چاہتے تو بلا مبالغہ اُن کا شمار گنے چنے دولت مندوں میں ہوتا، لیکن انہوں نے فقر و درویشی اور غیرت مندی کا جو درس اپنے والدین سے لیا تھا، انہوں نے اُس کی لاج رکھی اور اپنی عاقبت سنوارنے کے لیے اپنے وجود کو مشقت و کلفت کا عادی بنا لیا۔ یہی سبب ہے کہ انہوں نے اپنے اجداد کی مانند کوئی ترکہ نہیں چھوڑا۔ البتہ دینی حمیت اور حق گوئی کی میراث ان کی اولاد اور جماعت میں برابر دیکھی

جاسکتی ہے جو یقیناً اُن کے لیے توشۂ آخرت اور نجات اخروی کا عظیم سرمایہ اور دولت ہے۔ ایسی میراث اور ترکہ صرف اللہ کے محبوب بندگان ہی اپنے پسماندگان کے لیے چھوڑا کرتے ہیں۔

آپ قطب الاقطاب حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ روحانیت سے بے حد لگاؤ تھا۔ وظائف و معمولات کا ہر گھڑی اہتمام والتزام رکھا۔ مروجہ پیری مریدی کے شدید شاکی تھے۔ فرماتے تھے کہ اکثر خانقاہیں مجاوروں کی صنعت بن گئی ہیں اور اُن کے پیر بے ضمیر ہو گئے ہیں۔ کبھی پیر اپنے مرید کے دلوں کی اصلاح کیا کرتے تھے، اب اُن کی نظر مرید کے نذرانوں اور جیب وسامان پر اٹک کر رہ گئی ہے۔ جس نے خانقاہوں کے مقاصد کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ خود صاحبِ سلسلہ اور مجاز تھے، لیکن بہت کم لوگوں کو مرید کیا۔ بیعت کے خواہش مندوں کو اکثر خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف سے وابستگی کی ترغیب دیتے۔ موجودہ عہد کے پیروں کی طرح خلافتوں کی منڈی نہیں لگائی، بلکہ آخری دور میں صرف ایک ہی خلافت منتقل کی جو اُن کے صالح بھانجے نواسۂ امیر شریعت حضرت حافظ سید محمد کفیل بخاری حفظہ اللہ تعالیٰ کی سعادت میں آئی۔

جب اپنے برادر بزرگ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے بعد مجلس احرار اسلام کی امارت اُن کے سپرد ہوئی تو انہوں نے احرار کے بنیادی اہداف حکومت الٰہیہ کے نفاذ، تحفظ ختم نبوت، اسوۂ صحابہؓ کی تلقین وترغیب اور اصلاح معاشرہ کے لیے زندگی کے بہترین ماہ وسال صرف کر دیے۔ اوائل عمری سے تادم آخر وہ سراپائے احرار رہے۔ قید وبند کی صعوبتیں جھیلیں، اپنوں پرائیوں کی سنگ زنی برداشت کی، دشمنوں کے حملوں کا نشانہ بنے، بیماری وعلالت کے مراحل سے بھی گزرے، لیکن اپنے آبا کی سنت میں مصائب کو خاطر میں نہ لائے اور استقامت کے پہاڑ بن کر جرأت وشجاعت کی اَن مٹ مثالیں ثبت کرتے رہے۔ انہوں نے زخم زخم وجود کے ساتھ اپنے نظریاتی وفکری مخالفوں کی اسلام اور پاکستان کے خلاف سازشوں کو ناکام بنانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ وہ حالاتِ حاضرہ پر گہری نظر رکھنے والے معدودے چند دینی رہنماؤں میں سے ایک تھے۔ انہوں نے قادیانی گماشتوں کی یلغاروں، لادین سیاست دانوں کی برآمدشدہ آلودگیوں، بے مہار دانش وروں کی فکری آلودگیوں ونظریاتی بدکاریوں کا بے دریغ تعاقب کیا۔ دین اسلام کی سچی اور صحیح تصویر عوام کے سامنے پیش کی۔ عدم تشدد کا درس دیا۔ وطن سے محبت اور رواداری کو عام کیا۔ دینی محاذ پر سرگرم کارکنوں کی راست سمت میں رہنمائی کر کے انہیں معاشرے کا کارآمد کارکن بنانے کی سعی کی۔ حضرت پیر جی نے عالم شباب سے کبرسنی تک عزم وہمت اور دلاوری کی مثال قائم کی اور دینی قوتوں کو سبق دیا کہ باطل طاقتیں چاہے جتنی بھی مضبوط کیوں نہ ہوں، ایمانی قوت کے ہتھیاروں کے ساتھ اُن کے بڑھتے قدموں کو حسنِ تدبیر کے ساتھ روکا جاسکتا ہے۔ وہ جب تک زندہ رہے، حق واستقامت کی داستانیں جریدۂ عالم پر ثبت کرتے رہے۔ اب وہ ہم میں نہیں ہیں، لیکن اُن کا جاری کردہ مشن اور متحرک کارکنوں کی جماعت موجود ہے جو اپنے عظیم قائد کے متعینہ راستے پر گامزن ہے۔ جس کا واحد منشور ''رب کی دھرتی پر رب کا نظام'' ہے جو حضرت پیر جی کی زندگی کا مقصد ومرکز تھا اور اب سرخ پوشانِ احرار کے لیے نشانِ منزل ہے۔

پروفیسر خالد شبیر احمد

حضرت پیر جی بھی ہمیں چھوڑ گئے

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے چوتھے بیٹے حضرت پیر جی مولانا سید عطاء المہیمن بخاری بھی داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو آنکھوں سے صرف اوجھل ہوتے ہیں لیکن مرتے نہیں۔ بقول شاعر:

اُس پیالے میں زہر تھا ہی نہیں ورنہ سقراط مر گیا ہوتا

اس شعر کی مصداق وہ آج بھی زندہ ہیں۔

ان چاروں بھائیوں حضرت مولانا ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ علیہ، حضرت عطاء المحسن شاہ بخاری رحمہ اللہ علیہ، حضرت عطاء المومن شاہ بخاری رحمہ اللہ علیہ اور اب پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ بخاری نے وہ روشن کام کر دکھائے جو کئی لوگ مل کر بھی ایک صدی میں نہیں کر سکتے۔ میرا تعلق تو اس خاندان سے حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ سے چلتا آ رہا ہے۔ یہ چاروں بھائی جب تک زندہ رہے جذب وجنون وعشق کا عنوان بنے رہے۔ بڑے بڑے غزالی دوراں ان کے علم وفضل کے سامنے منقار زیر پر رہے، ان کی جرأت وقوتِ اظہار، ان کی استقامت وثبات، ان کا فقر واستغناء...... غرض کس کس بات کا ذکر ہو۔ ان کے سینے میں دل اور دل میں ایک درد موجود تھا۔ وہ خود اس درد کا درماں تھے۔ تمام عمر عقیدہ ختم نبوت ورسالت کے تحفظ کے لیے شعلہ پراں بنے رہے۔

اللہ اللہ! کیسے انسان تھے۔ دشمنوں کے لیے طوفان بے پناہ اور اپنوں کے لیے کشتہ مہر وفا۔ انھوں نے اپنے لیے کٹھن راہیں چن لی تھیں جن پر وہ بڑے حوصلے کے ساتھ رواں دواں رہے۔ جنھیں کھلے پانیوں میں موج حوادث سے کھیلنے کا شوق ہوتا ہے انھیں ساحلوں سے کہاں لگاؤ رہتا ہے۔ سکون ان کے لیے موت اور اضطراب زندگی بن جاتی ہے۔ اپنے موقف کی صداقت پر یقین انھیں لازوال اعتماد کی دولت سے مالا مال کر گیا تھا۔ ان کا ضمیر مطمئن تھا کہ وہ راہ صداقت پر ہیں اور جن کا ضمیر مطمئن ہوتا ہے وہ پوری دنیا سے لڑ جاتے ہیں۔ مجلس احرار پر پابندیوں کے بعد دوبارہ جماعت کا احیاء کوئی آسان کام نہ تھا لیکن آپ نے یہ کام بھی کر دکھایا۔ آج جماعت احرار اور ان کی قیادت کرنے والے سبھی انھی کے خلوص اور محنت کی کمائی ہیں۔ وہ احرار کی منزل کا نشان راہ تھے۔ نور ایمانی سے جن کے خیال وسخن دونوں منور تھے ان کے خلوص کے قسمیں کھائی جا سکتی ہیں۔

آج جب میں اپنی زندگی کی آخری منزل پر پڑاؤ ڈالے ہوئے ہوں تو مڑ کر دیکھتا ہوں تو انھی محبوب ومکرم حضرات کی یادیں سرمایۂ حیات ہیں۔ ان کی خطابت وتلاوت جب یاد آتی ہے سر وتن وجد میں آ جاتے۔ ان کے پیار کی خوشبو نس نس میں مہک اٹھتی ہے۔ ان کے خیال سے ہی صحرائے زیست گلاب ونسترن بن جاتا ہے۔ ان کے لفظوں کی چاندنی ہماری تاریکیوں میں کہکشاں بنی رہی۔ وہ بلاشبہ صدق مہر ووفا اور جذب وعشق کا استعارہ تھے۔

مولانا محمد احمد حافظ

تاجدار ختم نبوت کے سپاہی

مولانا پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

۲۳ جمادی الثانیہ ۱۴۴۲ھ/ ۶ رفروری ۲۰۲۱ء ہفتے کے روز پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری بھی اس دنیا سے رخصت ہوگئے......اناللہ وانا الیہ راجعون!

سب نے جانا ہے، اور چلے ہی جانا ہے، کون یہاں سدار ہا ہے؟!......ایک روز ہم بھی چلے جائیں گے!۔

آپ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے آخری فرزند تھے، وہ کیا شعر ہے

بجھی شمع، تنویر گم ہوگئی = بخاری کی تصویر گم ہوگئی

پیر جی کی وفات سے بخاری کی ساری تصویریں گم ہوگئی ہیں۔

الحمدللہ راقم الحروف کا شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے چاروں فرزندان سے تعلق رہا اوران کی محبتیں، شفقتیں سمیٹنے کا خوب موقع ملا۔ پیر جی سید عطاالمہیمن بخاریؒ کافی عرصہ ہمارے شہر چیچاوطنی ضلع ساہیوال میں رہے ہیں۔ مجھے یادنہیں کہ پیر جیؒ کوسب سے پہلے کہاں دیکھا؟ لیکن خود پیر جی ہمیں چھیڑنے کے لیے ایک قصہ سنایا کرتے تھے۔ قصہ یہ تھا کہ مابدولت جب چھوٹے ہوا کرتے تھے یہی کوئی چار برس کی عمر ہوگی، پیر جی اپنے احباب کے ہمراہ ہمارے گھر تشریف لائے، سب ہی داڑھی رومال والے، حضرات کے اکرام کے لیے کھانا لگا تو دسترخوان کا سامان اندرون خانہ سے لانے لے جانے لگا۔ صورت حال یہ بنی کہ روٹی ختم ہونے پر اندر روٹی لینے گیا تو سالن ختم، سالن ختم ہونے پر سالن لینے گیا تو ادھر روٹی ختم۔ والدہ صاحبہ تپتے توے پر تازہ روٹیاں بنا کر دے رہی تھیں۔ ہمیں لگا کہ آج روٹیوں کی خیر نہیں، ہم نے اسی آر جار کے دوران نہ جانے کس جھونک میں وہ ''تاریخی جملہ'' کہا جو آئندہ کے لیے ہمارے تعارف کا ذریعہ بن گیا، پیر جی کے بقول ہم نے کہا تھا:......''اج ایناں مولویاں نیں ساڈیاں ساریاں روٹیاں کما (مکا/ختم) کردینڑ یاں نیں''۔ (آج ان مولویوں نے ہماری روٹیاں ختم کردینی ہیں)۔ پیر جی کئی مرتبہ ہمیں یہ جملہ سنا کر چھیڑتے اور لطف لیتے۔

صاحبو!...... یہ قصہ تب کا ہے جب ہم چار برس کے تھے، اور ۱۹۷۴ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت عروج پر تھی۔ ہر شہر میں قادیانیوں کے خلاف جلسے جلوس ہوتے تھے، چیچاوطنی اور پورے ضلع ساہیوال میں پیر جی رحمہ اللہ اس تحریک کو لیڈ کر رہے تھے۔ ان دنوں حضرت پیر جیؒ، جامع بلاک ۱۲/ کے امام مولانا عبدالاحدؒ المعروف ''امام صاحب''، پیر جی مولانا عبدالعلیم رائے پوری شہیدؒ کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوچکے تھے، حکم تھا کہ جہاں ملیں گرفتار کر لیے جائیں۔ تحریک کو رَواں رکھنے کے لیے گرفتاری سے بچنا ضروری تھا، یہ تینوں حضرات والدگرامی شیخ الحدیث مولانا محمد نذیر دامت برکاتہم کے گہرے دوست اوران دنوں ہمارے گھر میں روپوش تھے۔

ہمارے والد صاحب جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں (۱۹۵۶ء تا ۱۹۶۰ء، اندازاً) زیر تعلیم رہے۔ تب پیر جیؒ بھی وہاں ابتدائی درجات میں زیر تعلیم تھے، اسی زمانے سے والد صاحب سے باہمی تعلق کا رشتہ چلا آرہا تھا۔ جامعہ رشیدیہ کا یہ وہ دور تھا جب حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید اور آپ کی ''تحریک ریشمی

رومال'' کے سرگرم رکن حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ حیات تھے، آپ کے فرزند گرامی حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ استاذ الحدیث تھے، ان دونوں حضرات نے ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا تھا۔ حضرت مفتی فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند مولانا حبیب اللہ رشیدیؒ کی وفات تک جامعہ رشیدیہ تمام دینی تحریکات کا مرکز رہا تھا، اور اسے دیوبند ثانی کہا جاتا تھا۔

پیر جی رحمہ اللہ ۷۰ء کی دہائی کے آخر میں مدینہ منورہ چلے گئے اور وہاں طویل قیام فرمایا۔ ہمارے والد صاحب بھی ۱۹۷۹ء تا ۱۹۸۲ء (چار برس) مدینہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم رہے۔ وہاں بھی آپس میں ملاقاتیں رہتی تھیں۔ پیر جیؒ کی سعودیہ سے ۹۰ء میں واپسی ہوئی۔ تو ہمارے کراچی آنے تک بارہا مرتبہ آپ کی زیارت وملاقات کا موقع ملا۔ ہمیشہ بے تکلفی اور شگفتگی سے ملتے۔ کئی مرتبہ ہماری افتادِ طبع (اور مولانا سید عطاء المومن شاہ صاحبؒ سے قربت) کو دیکھتے ہوئے ہمیں ''امام انقلاب'' کی پھبتی سے بھی نوازتے۔

آج سے بائیس برس قبل ہمارا تلاش روزگار کے سلسلے میں کراچی آنا ہوا تو ملاقاتوں میں طویل وقفے آنے لگے۔ پیر جیؒ کراچی تشریف لاتے یا ہمارا ملتان جانا ہوتا تو زیارت وملاقات ہوجاتی اور آپ سے دعائیں مل جاتیں۔ کبھی کبھی بھائی مولانا قاری سید عطاء المنان بخاری مہربانی کرتے تو فون پر بھی بات کرادیتے تھے۔ آپ سے حال احوال لے کر اور بات کر کے دل کو تسلی ہوجاتی۔

۶ رفروری ہفتے کے روز آپ کی وفات کی اطلاع ملی تو یوں لگا جیسے دل مٹھی میں بھینچ گیا ہو۔ فوراً تیاری پکڑی اور بھائی عطاء الرحمن صاحب کے ہمراہ ہم لوگ صبح دس بجے عین ایسے وقت دار بنی ہاشم پہنچ پائے جب ایمبولینس حضرت پیر جی کی میت کو لے کر جنازہ گاہ کے لیے نکل رہی تھی۔ ظاہر ہے اب زیارت ممکن نہیں تھی۔ جلدی سے جناب ڈاکٹر آصف صاحب کے تعاون سے سامان محفوظ جگہ رکھا اور وضو کر کے قلعہ کہنہ قاسم باغ کی جانب چل دیے۔ قلعے کے وسیع وعریض میدان میں پہنچے تو دیکھا کہ لوگ بڑی تعداد میں نماز جنازہ میں شرکت کے لیے چلے آرہے ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہوتا، ختم نبوت کے ایک پہرے دار کا جنازہ تھا۔ جنازوں میں شرکت ایک تو اس لیے کی جاتی ہے کہ میت کے لیے باجماعت مغفرت کی دعا کی جائے، اس لیے بھی کی جاتی ہے کہ اپنی مغفرت کی بھی امید ہوتی ہے۔ نماز جنازہ کی نیت ہونے تک نہ صرف پورا گراؤنڈ بھر چکا تھا بلکہ باہر بھی لوگ موجود تھے۔ یہیں ہمارے استاذ محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ بھی ہوا تھا؛ وہ بھی اسی شان کا تھا۔

حضرت مولانا پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ مجلس احرار اسلام کے امیر اور قادری سلسلے کے شیخ ومرشد تھے، قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ، حضرت رائے پوریؒ کے جانشین حضرت مولانا عبدالعزیز گمتھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مجاز بیعت تھے۔ آپ نے حفظ کی تکمیل جامعہ خیر المدارس ملتان میں حضرت مولانا قاری رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ سے کی، آیۃ الخیر حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے بھی شاگرد تھے اور آپ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان پر ''ابواب الصرف'' کے اسباق اس وقت پڑھے جب یہ کتاب ابھی چھپی نہ تھی اور مسودے کی شکل میں تھی، پیر جیؒ تجوید وقراءت میں امام القراء حضرت قاری عبدالوہاب مکیؒ کے شاگرد بھی تھے۔ تلاوت قرآن مجید کا خاص ذوق تھا، پیر جی حجازی لہجے میں تلاوت کرتے تو سننے والے وجد میں آجاتے۔ تجوید پر کامل عبور اور طرز ادا بے مثال تھی۔

حضور ختمی رسالت کے عاشق صادق تھے، تقریباً ۱۴؍برس مدینہ منورہ میں قیام رہا، اتنی محنت مزدوری کرتے جس سے جسم وجاں کا رشتہ برقرار رہے، باقی وقت مسجد نبوی علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین کی جانب عبادت وریاضت اور صلوٰۃ وسلام میں گزرتا۔ آپ نے اپنی بلند نسبت کے باوجود مدینہ منورہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: مئی ۱۹۸۲ء) کی خدمت میں خود کو وقف کر دیا تھا۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کو محبوب رکھتے۔ اس بے پناہ تعلق کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ دسترخوان پر موجود نہیں تھے، آپ کا پتا کرایا گیا، نہ ملے، بعد میں جب حضرت صوفی اقبال صاحبؒ پیر جی سے ملے تو شکایت کی کہ آج حضرت شیخ نے آپ کی عدم موجودگی کی وجہ سے کھانا تناول نہیں فرمایا۔ یہی تعلق تھا کہ آپ حضرت شیخ الحدیثؒ کی وفات کے بعد آپ کے غسل کفن اور دفن میں شریک رہے۔

حضرت پیر جیؒ اپنے والد گرامیؒ کی جملہ صفات......خطابت، حسن قراءت، حق گوئی وبیباکی، فقر وغیرت، تعلق مع اللہ اور تقویٰ وتدین میں الولد سر لابیہ کے مصداق تھے۔ زاہد عن الدنیا اور عابدِ شب زندہ دار تھے۔ ہم لوگ آپ کی موٹی موٹی پنڈلیاں دیکھ کر حیران ہوتے کہ ایسا کیوں ہے، لیکن جب حدیث پاک میں حضور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کی کیفیت پڑھی جس میں آتا ہے کہ آپ بارگاہ الٰہی میں اتنی طویل قیام فرماتے کہ تورمت قدماہ آپ کے قدمین شریفین پر ورم آجاتا......تو جانا کہ پیر جی کو صرف معناً نہیں صورتاً بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نصیب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پیر جی نے اخفائے حال کا حد درجے اہتمام کیا، زیادہ وقت خلوت میں گزرتا۔ اپنے متعلق کسی بھی طرح کے فضل وکمال کے اظہار کو پسند نہ کرتے۔ صاحب کرامت بزرگ تھے، لیکن کرامات کو ہمیشہ چھپایا، دار بنی ہاشم والوں کا مزاج بھی جدا ہے، یا تو شاید وہابی ہیں کہ کرامات پر یقین نہیں رکھتے یا پھر وہ چھپاتے بہت ہیں اور کانوں کان کسی کو خبر نہیں ہونے دیتے......واللہ اعلم۔

اللہ پاک بعض افراد کو اپنے دین کی تبلیغ واشاعت اور تحفظ کے لیے چن لیتے ہیں، یہاں تو پورا بخاری خاندان اس عظیم مقصد کے لیے وقف ہے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ اور ان کی اولاد نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جو پہرہ دیا وہ ہماری تاریخ کا سنہرا باب ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ، قادیانیت کا تعاقب، دفاع صحابہ واہل بیت، تجدید اسماء الصحابہ کی تحریک، غیر شرعی رسوم ورواج کی بیخ کنی، جدیدیت اور باطل نظریات کی تردید اس خاندان کا طرہ امتیاز ہے۔

چناب نگر میں پیر جی رحمہ اللہ کے ہاتھوں خیر کا بہت بڑا کام ہوا کہ وہاں ۲۷؍فروری ۱۹۷۶ء میں مسلمانوں کی پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اب اسی مسجد سے ہر سال بارہ ربیع الاول کے موقع پر قادیانیوں کو ''دعوت اسلام'' کا شاندار جلوس نکلتا ہے، اس جلوس میں ہزارہا لوگ شرکت کرتے ہیں، اس سال پیر جی رحمۃ اللہ علیہ باوجود پیرانہ سالی، ضعف ونقاہت اور شدید علالت کے ایمبولینس میں سفر کر کے کر گئے۔ اس سے آپ کی تحفظ ختم نبوت کے مشن سے بے پناہ وابستگی کا اظہار ہوتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگ اس خاندان کے احسان مند ہیں، اور اس احسان کا بدلہ نہیں چکا سکتے۔ ایک بات یہاں کہنے کو جی چاہتا ہے؛ وہ یہ کہ آپ کے بارے بعض حاسدین پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ اہل سنت کے عقائد سے ہٹے ہوئے تھے اور اہل بیت کرام کی تکریم نہیں کرتے تھے، حاشا وکلا ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ ایک مرتبہ

جب یہ پراپیگنڈہ شدت اختیار کر گیا تو ۲۰۱۲ء کے سال جامعہ خیرالمدارس ملتان تشریف لے جا کر فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستارؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیقؒ، حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری اور ماہنامہ الخیر کے مدیر مولانا محمد ازہر کی موجودگی میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل بیت کرام کے بارے اپنے عقائد کا اظہار کیا، تمام حضرات نے نہ صرف آپ کے درست ہونے کا اقرار کیا بلکہ آپ کا والہانہ اکرام بھی کیا۔

ملتان میں آپ کے جنازے میں ہزاروں افراد نے شرکت کی، قلعہ کہنہ قاسم باغ کا وسیع کرکٹ گراؤنڈ اپنی تنگ دامنی کی شکایت کر رہا تھا۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ اور جامعہ خیرالمدارس کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہم نے نماز جنازہ سے قبل اپنے خطاب میں حضرت پیر جیؒ کی وفات کو ذاتی صدمہ قرار دیا، نماز جنازہ کے انتظام و انصرام میں بھی آپ نے بھرپور تعاون فرمایا۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ جامعہ خیرالمدارس سے بخاری خاندان کی نسلوں کا تعلق ہے، اور یہ تعلق آج تک قائم ہے۔ وفاق المدارس کے ناظم برائے جنوبی پنجاب مولانا زبیر احمد صدیقی مدظلہ اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا نے بھی خطاب کیا اور پیر جی کی شخصیت پر روشنی ڈالی۔ گرامی قدر جناب سید محمد کفیل شاہ صاحب بخاری کی تقریر موقع کی مناسبت سے خوب تھی اور ضروری تھی۔ نماز جنازہ میں خانقاہ سراجیہ کے مسند نشین حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد، خانقاہ دارالسلام کے مسند نشین مولانا ناصر الدین خاکوانی، استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب، علماء خیرالمدارس، خانپور سے درخواستی علماء، خاص طور پر شریک ہوئے۔ کس کس کا نام لیں بہت بڑی تعداد میں کبار علماء آپ کے جنازے میں شریک ہوئے۔

نماز جنازہ کے بعد گراؤنڈ سے نکلتے ہوئے جامعہ فتحیہ لاہور کے ناظم مولانا عبداللہ مدنی صاحب سے ملاقات ہوگئی، وہاں سے ہم دونوں قبرستان کی طرف روانہ ہوئے اور تدفین میں شرکت کی، راقم کی آنکھوں کے سامنے وہ منظر گھوم گیا جب اکتوبر ۱۹۹۵ء میں اسی احاطہ بنی ہاشم میں امیر شریعتؒ کے بڑے فرزند گرامی حضرت سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ کی تدفین ہوئی تھی، عقیدت مندوں نے آہوں، سسکیوں کے ساتھ اپنی متاع بے بہا کو سپرد خاک کیا تھا، آہ!...... کیا بتائیں کہ امام تاریخ و سیاست حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ کیا تھے؟! ۔ آج جب یہاں امیر شریعتؒ کے آخری فرزند کو سپرد خاک کیا گیا تو جدائیوں کے وہ سارے زخم دوبارہ ہرے ہوگئے۔ اس ناچیز کو ان کے آخری ایام میں بہت تعلق رہا، اور آپ کی شفقتیں سمیٹنے کا خوب موقع ملا۔

دار بنی ہاشم میں تعزیت کے لیے حاضری ہوئی اور مولانا حافظ سید عطاء المنان صاحب سے تعزیت مسنونہ پیش کی۔ کچھ احوال پوچھے، بتایا کہ ابّی جان کا آخری ایام میں ذکر کا اہتمام بہت بڑھ گیا تھا۔ درود تنجینا کا زیادہ ورد کرنے لگے تھے۔ آخری دنوں میں بعض باتیں سمجھ نہیں آتی تھیں، الفاظ درست طور پر ادا نہیں کر پاتے تھے۔ ایک بات بار بار فرمائی مگر سمجھ میں نہیں آ رہی تھی، مگر جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ فرما رہے ہیں: ''کھیڈ مک گئی اے'' (کہانی ختم ہوگئی ہے)۔ مقصد یہ کہ آپ کو اپنی موت کا پہلے سے ہی ادراک ہوگیا تھا۔

بہرحال پیر جیؒ نے قابل رشک زندگی گزاری، ان کی ساری زندگی ہی عبادت سے عبارت تھی، ان کا تنہائیوں میں ذکر و شغل، عبادت و نوافل اور تلاوت قرآن تو تھے ہی ساری عمر تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت اور دفاع صحابہ کے مورچوں پر چوکیداری بھی یقیناً عبادت شمار ہوگی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اپنی شان کے مطابق قدر دانی فرمائے اور آپ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے......آمین!

مولانا محمد فیاض خان سواتی

یادگار عکسِ تحریر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے آخری اور چھوٹے صاحبزادے پیر جی حافظ سید عطاء المہیمن شاہ بخاری بھی آج رحلت فرما گئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ہم ان کی وفات حسرتِ آیات پر ان کے جملہ خاندان، جماعت اور متعلقین سے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ مولیٰ کریم ان کی جملہ دینی وملی خدمات اور مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔ آمین بحرمة سید الاولین و الآخرین. سنہ۲۰۰۵ء میں جامعہ نصرۃ العلوم میں آمد کے موقع پر انہوں نے بندہ فقیر کو مندرجہ ذیل تحریر عنایت فرمائی تھی:

MADRASA
NUSRAT UL ULOOM
FAROOQ GANJ, GUJRANWALA, PAKISTAN PH:218530

مدرسہ نصرت العلوم رجسٹرڈ

باسمہ تعالیٰ

۱۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ایمانیات کا حصہ ہیں۔ ان کی اہانت سے ایمان سے خروج کا سبب ہو سکتی ہے۔

۲۔ یزید ایمانیات کا حصہ نہیں ہے۔ اس کا تعلق تاریخ سے ہے۔ میں اپنی تحقیق سے ان کو گالیاں نہیں دے سکتا۔ میں حضرت گنگوہیؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے مسلک پر ہوں میں اس بارے میں سکوت اختیار کرتا ہوں گالیاں نہیں دیتا۔

تاریخ کا باب اپنی اپنی تحقیق ہے!

فقط ابن امیر شریعت فقیر خادم احرار سید عطاء المہیمن بخاری

۲۸ جمادی الثانی ۱۴۲۶ / ۶/۷/۲۰۰۵

بروز بدھ بمدرسہ نصرت العلوم

(1) سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ایمانیات کا حصہ ہیں۔ ان کی اہانت ایمان سے خروج کا سبب ہو سکتی ہے۔

(2) یزید ایمانیات کا حصہ نہیں ہے۔ اس کا تعلق تاریخ سے ہے۔ میں اپنی تحقیق سے اس کو گالیاں نہیں دے سکتا۔ میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر ہوں۔ میں اس بارے میں سکوت اختیار کرتا ہوں۔ گالیاں نہیں دیتا۔ تاریخ کا باب اپنی اپنی تحقیق ہے!

فقط ابن امیر شریعت فقیر خادم احرار سید عطاء المہیمن ۲۸ جمادی الثانی ۱۴۲۶ھ مورخہ: ۶/۷/۲۰۰۵ء بروز بدھ مدرسہ نصرت العلوم (گوجرانوالہ)

حبیب الرحمٰن بٹالوی

آفتاب غروب ہوگیا

6فروری 2021ء ہفتے کے دن کوئی 4 بجے شام، میں اپنے مہربان دوست پروفیسر منیر ابن رزمی سے فون پر بات کر رہا تھا کہ اچانک اُنہوں نے بتایا۔ فیس بک پر خبر آ رہی ہے کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے سب سے چھوٹے فرزند سید عطاء المہیمن بخاری انتقال کر گئے ہیں۔ بیمار تو وہ کافی عرصے سے تھے۔ جمعے والے دن طبیعت زیادہ خراب ہوئی اور ہفتے کی دوپہر 2:45 بجے خالق حقیقی سے جا ملے کہ آخر ہر ایک نے اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ سوائے اُس کے کسی کو بقا نہیں۔ یہاں کے ہر مکان پر فنا کی تختی لگی ہوئی ہے۔

کتابی چہرہ، دہرا بدن، سفید ڈاڑھی، سرخ و سفید رنگت، چہرے میں حُسن، ہاتھ کے سخی، دل کے غنی، ایک پرُکشش شخصیت، انتہائی بلند اخلاق، ایک طاقت ور اور توانا آواز، آواز میں تاثیر، باپ کی تصویر، خود بھی اُجلے گفتار بھی اُجلی، غم گساری اور ہمدردی کا مرقع، خلوص و محبت کا منبع، ایک عظیم انسان، خودداری، اور درویشی میں زندگی بسر کی، ظاہر باطن شفاف اتنا کہ اپنے کردار کے دامن پر خراش تک نہیں آنے دی۔

ع اے تو مجموعۂ خوبی بچہ نامت خوانم

پیر جی نے تقریباً چودہ برس، مدینہ منورہ میں گزارے۔ تلاوت قرآن پاک اور درود شریف ورد زباں رہا۔ وہاں اُن سے ملنے والے بتاتے ہیں کہ پیر جی کے دسترخوان پر مہمان ضرور ہوتے تھے۔ اُن کی خاطر تواضع میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے۔ دودھ، مکھن، شہد۔ انڈہ، ڈبل روٹی، زیتون، کھجور جو کچھ میسر آتا، دسترخوان پر چُن دیتے۔ آپ خود بعد میں مہمانوں کا بچا کھچا کھاتے۔ اپنی گزر اوقات کے لیے مزدوری کرتے۔ ایک دفعہ ہوائی اڈے پر مزدور عملہ رخصت پر تھا۔ پورے کا پورا جہاز پیر جی نے اپنے کندھوں پر خالی کیا۔ جتنے دن مزدوری اجازت دیتی، عبادت میں مصروف رہتے۔

ملتان آمد پر، عصر کی نماز کے بعد باہر بیٹھتے عشاق نزدیک و دور سے آتے۔ دین و دانش کی باتیں ہوتیں اور فقہ کے مسائل کے ساتھ ساتھ فکاہات کی چاشنی بھی استعمال کی جاتی، ایک رونق رہتی۔ گھر سے چائے بن کر آ رہی ہے۔ سٹینڈرڈ بیکرز کے خصوصی بسکٹ منگوائے جا رہے ہیں۔ احمد سویٹ والے مرحوم حاجی عبدالعزیز سمو سے اور مٹھائی لے کر آ رہے ہیں۔ پیر جی اپنے ہاتھ سے دوست احباب، حاضرین میں تقسیم کر رہے ہیں۔ جو چیز بچ جاتی، طلباء میں بانٹ دی جاتی۔

اکثر وہاں سے گزر کر یہ دیکھا بڑی رونقیں تھیں فقیروں کے ڈیرے

میں چائے کا عادی نہیں ہوں، اکثر مجھ سے کہتے، آپ کچھ نہیں کھاتے، نہ چائے پیتے ہیں، ایک دفعہ زیادہ زور دیا میں نے عرض کیا۔ پیر جی!

ے خانے میں یکساں نہیں ہوتے ے خوار کوئی ے کا کوئی محتاج نظر ہوتا ہے

بہت محظوظ ہوئے۔ دعائیں دیتے رہے۔

1993ء میں ''ماہنامہ'' نقیب ختم نبوت کا امیر شریعت نمبر شائع ہوا۔ درج ذیل تحریر کے ساتھ راقم کو اپنے دستِ مبارک سے مرحمت فرمایا:

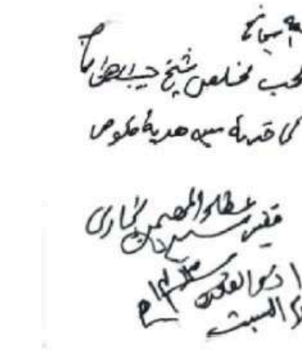

26 جولائی 2008ء کو میری چھوٹی بیٹی کی شادی تھی، پروگرام پالکی میرج ہال میں طے پایا۔ پیر جی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا، بیٹی کی رخصتی ہے، نکاح کی تقریب میں دعا کی درخواست ہے۔ فرمانے لگے ضرور شرکت کروں گا۔ بعد میں ایک ساتھی نے بتایا کہ تمہارے جانے کے بعد پیر جی کہہ رہے تھے کہ میں میرج ہالوں میں نہیں جاتا کہ وہاں تصاویر اور ساز و آواز کی خرافات کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر ان سے تعلق خاطر ہے لہذا یہاں ضرور جانا ہے۔ پیر جی کی اس عظمت اور حبیب نوازی کو سلام!

سنہ ۲۰۰۲ کی بات ہے استاد جی سید ذوالکفل بخاریؒ نے فرمایا صبیح اور عطاء المنان، میٹرک کا امتحان دے رہے ہیں۔ انہیں انگریزی کی تیاری کروانی ہے۔ ہم تینوں بیٹھک میں بیٹھے پڑھ رہے تھے کہ پیر جی کا وہاں سے گزر ہوا۔ فرمانے لگے۔ ''کیا پڑھ رہے ہو؟'' عطاء المنان نے بتایا: انگریزی۔ فرمایا: بچے انگریزی پڑھ رہے ہیں اور ہمارے بڑوں نے تو انگریزی تہذیب اور انگریزی تہذیب کے دلدادگان کو گھسیٹا اور رگیدا ہے اکبرالہ آبادی کہتے ہیں۔

قرآن پڑھیں گے پہلے پاس تو ہولیں والنّاس پڑھیں گے پہلے ناس تو ہولیں

یادرکھو! ہر قوم کی تہذیب اس کی زبان کی آغوش میں پرورش پاتی ہے۔

اور قارئین کرام! حال ہی میں ایک ادارے کے اجلاس میں عربی زبان کو لازمی قرار دینے کی قرارداد پیش کی گئی تو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ قرآنی زبانی کو کہا گیا ''ہم یہاں کسی غیر ملکی زبان کو مسلط نہیں ہونے دیں گے۔''

قارئین! اس مادی الحادی دور میں کہ باتوں میں غلو، دین میں حک واضافہ، شادی بیاہ پر قبیح رسومات کی بھرمار،

معاشرتی برائیاں عام ہو چکی ہیں۔ بدی چوکوں میں دندنا رہی ہے۔ ایسے میں پیر جی جیسے مردِ حُر کا چلے جانا، ایک بہت بڑا نقصان ہے۔ وہ ایسے اللہ والے لوگوں میں سے تھے جن کی نظریں روح و دل کی کایا پلٹ دیتی ہیں۔ اُن کی آواز دل سے نکلتی اور دل پر اثر کرتی تھی۔ وہ عزم و ہمت اور جرأت و مردانگی کے ساتھ آتشِ نمرود میں کود جانے کا جذبہ رکھتے تھے۔

اُنہوں نے ہنگاموں میں زندگی گزاری اور تحریکوں میں پروان چڑھے۔ سچ کی پاداش میں جیل بھی بھگتی، سختیاں بھی برداشت کیں، جب تک بس چلا اپنی تقریروں سے، شرک و بدعت اور دجل و فریب کے ایوانوں کو لرزاتے رہے۔ اُنہوں نے جس بات کو حق سمجھا، ڈنکے کی چوٹ بیان کیا۔ جب تک صحت نے اجازت دی۔ ذکر اذکار، وعظ و نصیحت کی مجالس میں، کئی گنہگاروں کے زنگ آلود دلوں کو صیقل کیا۔ ذہنوں کو جلا بخشی۔ پیر جی کی شخصیت ان عیوب سے پاک تھی جن میں آج کل کے اکثر پیرانِ تسمہ مبتلا ہیں۔ جن کے ملازم شام کو بکر منڈی میں کالے بکرے اور کالی مرغیاں فروخت کر کے آتے ہیں۔ پیر جی کا دامن حرص و ہوس اور ہر قسم کے لالچ سے مبرّا تھا۔ پیر جی کا جنازہ جب گھر سے باہر لایا گیا۔ تو اُس کے اردگرد، پیر جی کے جاں نثاروں کا ایک ہالہ تھا۔ محبین اپنے مربی، کی جدائی میں غم زدہ تھے۔ ہر آنکھ اشکبار تھی۔ چھوٹے بڑے سب رو رہے تھے۔ سوگ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ آہ و بکا تھی۔ ہچکیاں اور سسکیاں تھیں۔ ایک کہرام بپا تھا۔

پیر جی کا بیٹا، تلاوت قران پاک کی بابرکت آواز اور ماں باپ کی نیک تربیت میں پلا، بڑھا ایک ایسا صالح نوجوان کہ قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان کے سٹیڈیم میں جب پیر جی کے جنازے پر نماز کی صفیں کھڑی ہوئیں تو ہزاروں علماء صلحاء اور متقی لوگ مقتدی تھے اور پیر جی کا بیٹا امام اور پھر پیر جی کو دفن کر کے، اُن کا یہ فرزند جب گھر واپس آیا تو باپ کا بستر خالی پا کر ضبط نہ کر سکا۔ اُن کی چیزوں کو آنکھوں سے لگاتا رہا، روتا رہا اور پھر اشکوں کی اس برسات میں اُس نے دیکھا کہ پھول نے آسمان کی طرف نگاہ کر کے فریاد کی مجھ سے میری شبنم چھین لی گئی ہے۔ اُسے کیا خبر تھی کہ آسمان بھی اپنے ستارے کھو چکا ہے۔ پیر جی چلے گئے۔ مَردے کہ در غبار گُم شُد۔ آفتاب غروب ہو گیا۔ مگر آفتاب کہاں غروب ہوتا ہے!

Saleem&Company
Bahar Chowk, Masoom Shah Road, Multan.
SC
SINCE 1968
Manufacture of Quality
Furniture, Government
Contractors, Electronics
& General Order Suppliers
سلیم اینڈ کمپنی
0302-8630028
061 -4552446
فون نمبر:
بہار چوک معصوم شاہ روڈ ملتان
Email:saleemco1@gmail,com

شیخ الطاف الرحمٰن بٹالوی

میرے پیر جی

انگریزی ماہ کے ہر پہلے اتوار کو، ایوانِ احرار لاہور میں پیر جی کا اصلاحی بیان ہوتا تھا۔ مجلس ذکر بھی ہوتی میں اُنہیں سُننے کے لیے باقاعدہ گوجرانولہ سے جایا کرتا۔ اگست 2009ء کی بات ہے، میں نے پیر جی سے گزارش کی کہ گوجرانوالہ کے لیے بھی وقت نکالیں۔ مہربانی ہوگی، اتوار کو آپ لاہور تشریف لاتے ہیں تو سوموار کا دن، گوجرانوالہ کے لیے رکھ لیں۔ ستمبر، اکتوبر کے مہینے بھی گزر گئے۔ نومبر کا بیان سُن کر آیا تو خیال آیا شاید میں اپنی بات صحیح طور پر بیان نہیں کر سکا۔ لہٰذا پیر جی کی خدمت میں خط لکھا کہ جمعہ کے دن بزرگ حضرات ہی مساجد کو رونق بخشتے ہیں اور نوجوان طبقہ اکثر دوسری اذان کے وقت مسجد میں آتا ہے۔ اگر آپ ہر ماہ گوجرانوالہ میں بھی پروگرام رکھیں تو آپ کی نوازش ہوگی، بہت فائدہ ہوگا۔ تا آنکہ ہمارے استاد جی سید ذوالکفل بخاری 15 نومبر، 2009ء کو مکہ مکرمہ میں ایک ٹریفک حادثہ میں اللہ کو پیارے ہوگئے خاندان کے غم میں شریک ہونے کے لیے دوسرے دن میں ملتان روانہ ہوگیا۔ تعزیت سے فارغ ہوئے تو پیر جی نے اپنا بیگ منگوایا اور میرا خط نکال کر دکھایا اور فرمایا: دسمبر کے پہلے سوموار کو درس قرآن کا پروگرام رکھ لو۔ ان شاء اللہ ہر ماہ کے پہلے سوموار کو نماز مغرب کے فوراً بعد درس قرآن ہوا کرے گا۔ میں مطمئن ہوگیا۔ مگر اچانک ایک سوچ کی لہر دماغ میں آئی مجھے چُپ لگ گئی۔ فرمانے لگے ''خاموش کیوں ہوگئے ہو؟ ''میں نے درخواست کی کہ خاص مجمع نہیں ہوگا۔ فرمایا ''دس پندرہ آدمی جمع کر لوگے؟'' میں نے کہا' چالیس پچاس لوگ ہو جائیں گے فرمانے لگے۔ ''گھبراؤمت ہم نے تو دین کی بات پہنچانی ہے چاہے ایک آدمی ہو۔''

پہلے سوموار مورخہ 7 دسمبر 2009ء کو پیر جی وعدے کے مطابق گوجرانوالہ تشریف لائے اور درس قرآن کا پہلا پروگرام، نماز مغرب تا عشاء جامع مسجد رشیدیہ میں انعقاد پذیر ہوا اور میں یہ بات لکھتے ہوئے بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ 4 جنوری 2010ء کو پیر جی نے ہمارے غریب خانے کو رونق بخشی، بیٹھک میں درس قرآن کی بابرکت تقریب منعقد ہوئی۔ 8 فروری اور 8 مارچ 2010ء جامع مسجد مکی جناح روڈ میں درس قرآن ہوا۔ 5 اپریل کے درس قرآن کا انتظام، جامع مسجد القمر، کالج روڈ میں ہوا۔ درس سے فراغت کے بعد ہمارے بزرگ دوست صوفی محمد عالم، پیر جی کو اپنی رہائش گاہ پر لے گئے اور کھانے کے دوران، دونوں بزرگوں کے درمیان، کافی دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ کھانا ختم ہوا تو پیر جی فرمانے لگے: بھائی الطاف الرحمٰن! یہیں ڈیرے لگا لو۔ درس قرآن، مستقل مسجد القمر میں ہوا کرے گا۔ دراصل صوفی محمد عالم کے بزرگ لدھیانہ میں مجلس احرار کے سرگرم کارکن تھے۔ پھر یہ درس قرآن پیر جی کی بیماری تک، سالہا سال باقاعدگی سے جامع مسجد القمر میں ہوتا رہا۔ اور اہالیان گوجرانوالہ پیر جی کے بیان سے مسلسل مستفید ہوتے رہے۔

ہر مہینے کے پہلے سوموار کو میں بہت خوش ہوتا۔ صبح سے ہی میں اپنے پیر جی کے استقبال کی تیاری شروع

کر دیتا۔ دوست احباب کو اطلاع کرتا۔ اور حضرت پیر جی کو خوش آمدید کہنے کے لیے وقت سے پہلے۔ چن دا قلعہ (شہر سے باہر) پہنچ جاتا، انتظار کرتا اور اس انتظار میں مجھے ایک لطف آتا جیسے ایک چاہنے والے کو اپنے محبوب کی آمد کا انتظار ہوتا ہے جیسے بلبل پھول کا انتظار کرتا ہے۔ ہر سواری کی طرف میں لپک کر جاتا۔ پھر وہ خوبصورت چہرہ نظر نہ آنے پر دل کو سمجھاتا:

ابھی نہیں، ابھی نہیں اے دل!　　دروازہ فقط تیز ہواؤں سے کھلا ہے

اب پیر جی کے جانے کے بعد صرف یہی یادیں میرا سرمایہ حیات ہیں۔ پھر ایک دن پیر جی نے مجھے حکم دیا کہ اتنی دور مت آیا کرو! میں نے جنرل بس سٹینڈ پر انتظار کرنا شروع کر دیا۔ گوجرانوالہ میں پیر جی کے درس کا فیض اتنا عام ہوا کہ مجلس احرار اسلام کا باقاعدہ یونٹ قائم ہو گیا اور ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں شہر کی جماعت مجلس احرار اسلام کے، پیر جی کے چاہنے والے کوئی سو کے لگ بھگ افراد، ہر سال شریک ہونے لگے۔

گوجرانوالہ میں پیر جی کے درس قرآن کی آخری محفل اپریل 2013ء میں منعقد ہوئی تاہم پیر جی نے اپنی بیماری کے دوران بھی درس قرآن کو ختم نہیں ہونے دیا ہمیشہ رابطہ رکھا۔ اور مرکز سے کسی نہ کسی ساتھی کو ضرور بھیجتے رہے۔ 9فروری 2021ء کے پروگرام کے بارے میں بھی محترم ڈاکٹر محمد آصف نے اطلاع دی تھی کہ اب کی بار، جماعت کے نائب مرکزی امیر جناب سید محمد کفیل شاہ بخاری تشریف لائیں گے۔ ہم انتظار میں تھے، کہ 6فروری 2021ء کو پیر جی کے سانحۂ ارتحال کی خبر آ گئی زندگی اندھیر ہو گئی۔ ہم لوگ پیر جی کی محبت سے محروم ہو گئے ہیں ہمارا بہت بڑا نقصان ہو گیا ہے۔ کچھ سجھائی نہیں دیتا، دل ودماغ پر ایک بوجھ ہے۔ پیر جی چلے گئے، ہماری حیات ویران ہو گئی، ہم دُکھی ہیں، مگر اپنے کریم مالک کے سامنے دست بدعاء ہیں کہ وہ ہمارے محبوب قائد حضرت پیر جی کو اپنے شایانِ شان اکرام کی منازل میں رکھے اور ان کے بعد ہمیں ان کے فیوض وبرکات سے محروم نہ فرمائے۔ آمین۔

☆......☆......☆

فرحان الحق حقانی

قائد احرار مولانا سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا سفرِ آخرت

میرے محسن و مربی اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ، ابن امیر شریعت حضرت پیر جی مولانا سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ 23 جمادی الثانی 1442 ہجری مطابق 6 فروری 2021ء ہفتہ کی سہ پہر 3:00 بجے کے قریب ہزاروں عقیدت مندوں کو داغ مفارقت دے کر اللہ کے حضور پیش ہو گئے۔ حق جل مجدہ! حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائیں اور جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائیں۔ آمین!

حضرت پیر جی، امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے چوتھے اور آخری فرزند تھے۔ مولانا سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ دسمبر 1999 میں متفقہ طور پر مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر منتخب ہوئے اور تادم زیست اس عہدے پر فائز رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ 7 فروری 2021ء اتوار کے دن 11 بجے کے بعد قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان کے وسیع و عریض اسٹیڈیم میں آپ کے اکلوتے فرزند مولانا سید عطاء المنان بخاری نے پڑھائی۔ جس کے بعد محبت کرنے والوں کی آہوں اور سسکیوں کے ساتھ حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کو جلال باقری قبرستان میں اپنے آبائی احاطہ ''احاطہ بنی ہاشم'' میں جہاں حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور خاندان کے دیگر افراد بھی مدفون ہیں، وہیں اپنے عظیم والد کے قدموں میں اور اپنے بڑے بھائی مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ ہفتہ کی سہ پہر حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی اطلاع پاکستان سمیت دنیا بھر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی، جس کے بعد ملک و بیرون ملک سے کارکنان احرار اور دیگر محبت کرنے والوں نے خانوادہ امیر شریعت کے چشم و چراغ نواسہ امیر شریعت مولانا سید محمد کفیل بخاری، نبیرہ امیر شریعت سید محمد معاویہ بخاری، سید عطاء اللہ ثالث بخاری، سید عطاء المنان بخاری، مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ اور دیگر احرار رہنماؤں سے فون کر کے اظہار تعزیت کیا۔ قائد احرار کے انتقال کی اطلاع ملتے ہی اندرون ملک سے ہزاروں کارکنان احرار و ختم نبوت اور دیگر افراد نے دار بنی ہاشم ملتان میں پہنچنا شروع کر دیا۔

7 فروری دن نو بجے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے جسد خاکی کو لوگوں کی زیارت کیلئے گھر سے باہر لایا گیا، ساڑھے دس بجے، دار بنی ہاشم سے قائد احرار کے جسد خاکی کو ایمبولینس میں رکھ کر قلعہ کہنہ قاسم باغ کی طرف لے جایا گیا۔ جہاں اسٹیڈیم عوامی ہجوم سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا، کارکنان احرار و ختم نبوت اور دیگر افراد حضرت پیر جی رحمۃ اللہ کا آخری دیدار کرنے کیلئے انتہائی بے تاب دکھائی دیئے۔ اسٹیڈیم سے باہر بھی چاروں طرف عوام کا جم غفیر تھا اور وہ ولی کامل، مجاہد ابن مجاہد، حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے میں شرکت کیلئے اپنے اپنے علاقوں سے قافلوں کی صورت میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ اسٹیڈیم میں مجلس احرار اسلام کے سرخ ہلالی پرچم بھی کثیر تعداد میں لہرا رہے

تھے۔نماز جنازہ میں خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین مولانا خواجہ خلیل احمد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مولانا پیر حافظ ناصر الدین خان خاکوانی، مولانا اللہ وسایا، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ و شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ناموس صحابہ واہلبیت کے کنویز و جمعیت علماء اسلام (س) کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان کے امیر مولانا محمد الیاس چنیوٹی، مولانا مفتی محمد حسن، مولانا عتیق الرحمٰن ہزاروی، مولانا حبیب الرحمٰن درخواستی، مولانا زبیر احمد صدیقی، مولانا بشیر احمد شاد، علامہ خالد محمود ندیم، مولانا قاضی ارشد الحسینی، مخدوم جاوید ہاشمی، ڈپٹی کمشنر ملتان عامر خٹک، مولانا ظفر احمد قاسم، مولانا عبدالکریم ندیم، مولانا منیر احمد منور، مولانا فضل الرحمٰن درخواستی، مولانا عمر فاروق اصغر، حافظ سید محمد معاویہ بخاری، سید عطاء اللہ ثالث بخاری، قاری محمد یوسف احرار، مولانا زاہد محمود قاسمی، مولانا تنویر الحسن احرار، مولانا محمد اکمل، قاری ضیاء اللہ ہاشمی، مولانا محمد مغیرہ، مولانا جمیل الرحمٰن بہلوی اور ڈاکٹر محمد عمر فاروق احرار سمیت بڑی تعداد میں ممتاز دینی وسیاسی، وکلا وصحافی، تاجر اور سماجی تنظیموں کی سرکردہ شخصیات نے شرکت کی۔نماز جنازہ سے قبل مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، قاضی محمد ارشد الحسینی اور دیگر نے تعزیتی خطاب کرتے ہوئے قائد احرار مولانا سید عطاء المہیمن بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی دینی خدمات کو زبردست الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا اور کہا کہ انہوں نے اپنے والد گرامی اور اکابر احرار کی طرح جرات و استقامت کے جو بے داغ کردار ادا کیا اس کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اس موقع پر سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ میں تمام اکابر علماء کرام اور شرکائے جنازہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ غم اور دکھ کی اس گھڑی میں انہوں نے ہمیں ہمت بندھائی جبکہ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے ضلعی انتظامیہ بالخصوص ڈپٹی کمشنر ملتان محمد عامر خٹک کا جنازے کے موقع پر سہولیات کا اہتمام کرانے کا دلی طور پر شکریہ ادا کیا۔

اشک بار آنکھوں کے ساتھ حضرت پیر جی قدس سرہ جن کو مرحوم لکھتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے کا جسد خاکی جلال باقری قبرستان کے اس احاطے میں لایا گیا جہاں سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے خاندان کے علاوہ بعض قریبی شخصیات بھی مدفون ہیں۔تدفین میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کرنے کیلئے احرار کارکن اور خاندان امیر شریعت کے معتقدین کا ایک ہجوم تھا جس کو سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔آخر کار مولانا سید عطاء المنان بخاری، حافظ سید محمد معاویہ بخاری، سید عطاء اللہ ثالث بخاری، مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی، سید عماد الدین بخاری اور دیگر ساتھیوں نے بہتے آنسوؤں کے ساتھ شاہ جی کو لحد میں اتارا اور شاہ جی وہاں چلے گئے جہاں سے لوٹ کر کوئی نہیں آیا۔

☆……☆……☆

پروفیسر خالد شبیر احمد

حضرت پیر جی سید عطاالمہیمن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سانحۂ ارتحال پر

رخصت ہوئے عطاء المہیمن جہان سے
الفت تھی سب کو دین کے اس پاسبان سے

اُن کے وفورِ شوق کی لاؤ کوئی مثال
روشن تھے نورِ حق سے سبھی اُن کے ماہ وسال

دل کو لُبھا گئی مرے ان کی ہر اک ادا
دِکھلا گئے زمانے کو وہ حق کا راستا

کس اوج پہ تھی آپ کی وہ شوکتِ جنوں
طاری دل ونگہ پہ مرے جس کا ہے فسوں

اسلافِ با صفا کی تھے تصویر ہو بہو
تھا دل فدائے حق تو ہر اک حرف باوضو

اُن جیسا پاکباز ملے گا بھلا کہاں
غم جن کا بن گیا ہے ہر اک دل کا ترجماں

بے مثل تھے، نجیب تھے عظمت کی آبرو
حکمِ اِلہٰ کی تھی حکومت کی آرزو

اُن کے جنوں پہ دانشِ دنیا ہوئی نثار
ہر اہلِ دل پہ کر گئے وہ دیں کو آشکار

نس نس میں اپنی رکھتے تھے وہ بُوذری ترنگ
فرعونِ وقت سے رہی ہر آن اُن کی جنگ

کام اس طرح وہ ختمِ نبوت کا کر گئے
احرار کے دلوں میں عجب جوش بھر گئے

محفل میں جب بھی ہوتی تھی سیرت پہ گفتگو
لگتا تھا نور پھیلا ہوا ان کے چارسو

کس اوج پر تھی قوتِ اظہار آپ کی
ہر دل کو چھونے والی تھی گفتار آپ کی

تھے شہرِ ذوق وشوق کے بے مثل شہر یار
رحلت پہ ان کی آنکھ ہے دنیا کی اشکبار

اس دورِ بدنصیب میں اک دیدہ ور تھے وہ
اللہ کے ولی تھے اور اہلِ نظر تھے وہ

فقر وغنا سراپا تھے، حق کے سفیر تھے
خالؔد وہ بے مثال تھے اور بے نظیر تھے

☆......☆......☆

ابوسفیان تائبؔ

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ

پیر جیؒ کا سانحۂ ارتحال ہوگیا
حادثۂ جانکاہ پُر ملال ہوگیا

چل دیا فرزند رابع امیر شریعتؒ کا آج
جگر بھی چھلنی ہوا دل پائمال ہوگیا

سب جہاں ڈوبا ہے غم کے بحر میں احرار کا
سن کے رحلت کی خبر ہر کوئی نڈھال ہوگیا

اک مقدس ماں نے جب سادات کے گھر میں جنا
منتقل اس میں بخاریؒ کا جلال ہوگیا(۱)

پروانۂ ختم نبوت عطاء المہیمنؒ شاہ تھا
قربان ناموس رسالت پر بال بال ہوگیا

زندگی کو تج دیا ختم نبوت کے لیے
دوجہاں میں پیر جیؒ تو لازوال ہوگیا

معرکۂ آخری ایمبولنس سے بھی سر کیا
ریزہ ریزہ قادیاں کا جال ہوگیا

دین حق کی سربلندی کے لیے پھرتا رہا
داعیٔ ختمِ نبوت کا وصال ہوگیا

کیسی سج دھج سے جنازہ دیکھا اس کا خلق نے
دیکھ کر ہر ایک عدو خود ہی بدحال ہوگیا

نور سے چہرۂ سید اس قدر روشن ہوا
جنت کے نور سے جو باجمال ہوگیا

پیر جیؒ کو بھول سکتا ہے بھلا تائبؔ کبھی
رب سے پیر جیؒ کا تعلق بے مثال ہوگیا

(۱) امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نور اللہ مرقدہ

ابوسفیان تائبؔ

شباہتِ بخاری

عطاء اللہؒ بخاری کی شباہت بھی چھُپ گئی
اعلیٰ و بے نظیر فصاحت بھی چھُپ گئی
عطاء اللہ سی جہاں سے خطابت بھی چھُپ گئی
اللہ کی اک عظیم عنایت بھی چھُپ گئی

☆......☆......☆

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی (ظاہر پیر)

نالۂ دل بر وفات حضرت پیر جی مولانا سید عطاء المہیمن شاہ بخاری قدس سرہٗ

مُرشد و مشفق ہمارا دلستاں جاتا رہا　　اہل دل ہیں غم زدہ روحِ رواں جاتا رہا
تھا خلَف سید عطاء اللہ کا وہ باکمال　　سب عطاؤں کی طرف سُوئے جِناں جاتا رہا
زندگی بہتر گزاری سایۂ حرمین میں　　دیوانۂ و مستِ خدا وہ کامراں جاتا رہا
شیر کا بیٹا رہا شیرِ خدا میدان میں　　قالع و قمّاعِ قصرِ قادیاں جاتا رہا
جس نے باطل کو لگائی ضرب ہر میدان میں　　دینِ قیّم کا حقیقی پاسباں جاتا رہا
جاہ وزر کی قید میں ہرگز نہ آئے عمر بھر　　جاں نثاروں کا امیرِ کارواں جاتا رہا
کردیا بے سایہ اس کی موت نے احرار کو　　خوش قدم خوش خوؔ منظورِ جہاں جاتا رہا

مفکرِ احرار چوہدری افضل حق رحمہ اللہ (گیارہویں قسط)

تاریخِ احرار

عورتوں کی شمولیت کا مسئلہ:

چودھری عبدالستار مرحوم خالص اسلامی ذہن کا مالک تھا۔ وہ جہاد کے معاملے میں عورت اور مرد کے لیے مختلف احکام کا قائل نہ تھا اور کہتا تھا کہ جب تفیرِ عام ہو تو جہاد مرد و عورت پر یکساں فرض ہے۔ جو لوگ عورت کو مختلف جنسیت کی بنا پر سپاہیانہ زندگی سے محروم رکھتے ہیں اور رسمی پابندیوں کی بناء پر روحِ جہاد سے آشنا رکھتے ہیں، اسلام کے بدترین باغی ہیں۔ اگر وہ خود بھی جہاد کریں تو بھی عورتوں کو جہاد کے قابل نہ بنانے پر پوچھے جائیں گے۔ کیا جس قوم کی نصف آبادی جوشِ جہاد سے بے خبر ہو، قوموں کی کشمکش میں اپنا مقام کیسے حاصل کر سکتی ہے؟ جب قوم کے مرد شکست کھائیں گے تو وہی عورت جس کو ہم نے چھوئی موئی بنا کر رکھا ہے۔ اقوامِ غالب کی عیش پسندیوں پر قربان ہوجائے گی۔ میں نے کہا بھیا تم سچ کہتے ہو۔ تو کہا تم سچ پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ میں نے جواب دیا کہ بھئی میرا دل کافر اور دماغ مسلمان ہے۔ علم اور عقل کی رو سے اسلام کو برحق مانتے ہیں، مگر یہ شہنشاہی پسند بڑا کافر ہے، اپنی عورتوں کو پردے میں بٹھانے اور غریبوں کی عورتوں کے چہروں کو چاند ماری کا ہدف بنانے کا عادی ہے۔ اگرچہ اقتصادی حالات نے بھُرکس نکال دیا ہے مگر دل راجپوتی رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ اسلام کا نقش گہرا نہیں کہ ہماری عورتیں بھی اللہ رسول کے نام پر قربان ہونے کے لیے نکل پڑیں ہم لوگ تو سچ پوچھو اسلام کو اپنی اغراض کے لیے استعمال کرتے ہیں خود اسلام کے لیے استعمال ہونا نہیں جانتے۔

میں نے انھیں یہ بھی کہا کہ جب آپ ابھی تشریف نہ لائے تھے، عورتوں نے سول نافرمانی کی خواہش کی تھی۔ تحریک کا وہ جوبن تھا۔ جب تحریک بہار پر ہو تو ہر ایک کا دل لہراتا ہے، چاہتا ہے کہ بہاؤ کے ساتھ بہتا جاؤں۔ انبوہ کے ساتھ موت میں بھی مزا ہے۔ لیکن جماعت کے مذہبی عنصر اور تھوڑا بہت سرمایہ دارانہ ذہن اور شاہی دماغ رکھنے والوں نے سول نافرمانی کو عورت کی توہین اور مردوں کی عزت کے منافی قرار دیا ہے۔ اب جبکہ تحریک کا زور رمضان مبارک کے باعث کمزور ہو گیا ہے، اب عالی حوصلہ عورتیں کہاں سے آئیں گی کہ اس سرد بازاری اور سست رفتاری میں خود قربان ہو کر مردوں کی غیرت کو للکاریں۔ جب مردوں کا مذہب میدانِ محاربہ کو چھوڑ کر رمضان کے روزوں اور نمازوں کے لیے معتکف ہوجانا ہو تو حالاتِ زمانہ سے ناواقف رکھی ہوئی عورتیں تعلیمِ اسلامی سے بے خبر بے چاریاں کیا پہاڑ ڈھائیں؟ جہاد مرد و عورت پر یکساں فرض ہے مگر جب مرد معتکف ہوجائیں تو خاص دل و دماغ کی عورتیں ہی عزم بلند لے کر نکلیں تو نکلیں۔

میں نے ہزار کہا: بھائی! جب سب علماء، صوفیا اور لیڈروں کی بیبیاں گھروں میں بیٹھی ہوں، تم بھی اپنی گھر والی کو لے جاؤ۔ اسے جیل نہ دکھاؤ۔ کیونکہ مسلمان کم علم اور بسیار گو ہیں طعنہ دیں گے کہ مسلمان مرد مر گئے تھے جو عورتوں کو آگے کیا؟ کہنے لگے کہ ایسے بہادر پھر جائیں جیل، میں بیوی کو روک لوں گا۔ میں نے کہا: جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں۔ طعنہ دینے والے قیامت تک کام نہیں کرتے، البتہ کام کرنے والوں کی راہ میں روڑے اٹکاتے ہیں۔ مگر اس

نے ایک نہ سنی اپنی بیوی کو جیل جانے کے لیے آمادہ کرلیا۔ چودھری صاحب موصوف کی اہلیہ بیچاری گھر گھر پھری کہ کچھ اور عورتوں کو آمادہ کر سکے۔ فی زمانہ خود لیڈروں کی عورتوں کو قربانی سے سروکار نہیں ہوتا۔ علماء کی بیویاں جاہل صوفیاء کی گھر والیاں نمازوں سے بیزار۔ ہم نے قربانی اور علمِ دین کو نام کی شہرت کا باعث بنایا ہوا ہے۔ لیڈری، علم اور دینداری آج کل بطورِ فن زیرِ استعمال ہیں اور وہ بھی ذاتی فن۔ ان فنون سے اہلِ خانہ کو آشنا کرنا ضروری نہیں سمجھا جاتا۔ جب مذہب اور علم ترقیٔ درجات اور جلبِ منفعت کے کام آئے تو ایسے ہی نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ غرض ہر دہلیز پر ماتھا رگڑنے کے باوجود چوہدری صاحب اور ان کی اہلیہ اور ان کی ساتھی عورتیں صنفِ نازک کو جیل کی سختیوں کے لیے آمادہ نہ کرسکیں۔ مجھے انھوں نے رپورٹ دی کہ سب لیڈروں، ایڈیٹروں، عالموں اور صوفیوں کی عورتوں کو اسلامی معاملات سے کوئی دلچسپی نہیں۔ وہ سخت کندہ ناتراش ہیں۔ میں نے کہا کہ چراغ تلے اندھیرا ہی رہا کرتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اندھیرا ہونا چنداں قابلِ اعتراض نہیں، مگر بات کرو تو وہ کاٹ کھانے کو آتی ہیں۔ میں نے کہا انسان بھی جانور ہے نہ سدھایا جائے تو آخر کاٹنے ہی کو آئے گا۔

باوجود حوصلہ شکن حالات کے ان عورتوں نے ہمت نہ ہاری۔ انھوں نے احرار کی زنانہ شاخ کا اعلان کیا۔ مختلف بیانات کے ذریعے مسلمانوں کے سرد سینوں میں ایمان کی بجھی چنگاریوں کو ہوا دینا شروع کی۔ سلگتی کو بھڑکایا جاسکتا ہے، مگر اوس پڑے ایندھن کو جلایا نہیں جاسکتا۔

ولولوں کا سرد پڑ جانا:

مختلف قوموں کے مختلف مزاج ہوتے ہیں جن کا انحصار ان کی مذہبی اور قومی تعلیم پر ہے۔ مسلمانوں کے لیے ہندوستان کا ماحول ایسا روح فرسا ہے کہ ان میں قوتِ عمل بے حد کمزور ہوگئی ہے۔ سیاسی جماعتوں کے اعتبار سے کانگریس اور احرار اگر ہندوستان کی دو نمائندہ جماعتیں مانی جائیں تو مسلمانوں کی قوتِ عمل کا اندازہ نصف ہے۔ کانگریس ایک سال تک سول نافرمانی کرسکتی ہے تو احرار سول نافرمانی کو چھ ماہ سے زیادہ نہیں چلا سکتے۔ کشمیر کی تحریک کا یہی میرا اندازہ تھا۔ اگر درمیان میں رمضان نہ آجاتا تو شاید میرا قیاس درست نکلتا۔ یہ میرے گمان میں بھی نہ تھا کہ مجاہد روزوں کے بہانے کھسک جائیں گے۔ ہمارے دلوں میں مذہب نے کیسی بری صورت اختیار کرلی ہے۔ جہاد قولی عبادتوں اور رسمی روزوں پر قربان کیا جانے لگا ہے، غرض جو نہ ہونا چاہیے تھا وہ ہوا۔ رمضان میں عام مسلمانوں کی خاموشی میدان سے باقاعدہ پسپائی نہ تھی۔ بلکہ ہتھیار اٹھانے سے کانوں پر ہاتھ دھرنا تھا۔ ان حالات میں دفتر نے اعلان کردیا کہ عید کے بعد سول نافرمانی کا پروگرام زوروں سے جاری کیا جائے گا۔ حالانکہ اب کسی زور شور کی امید باقی نہ تھی۔ اب ہمارے پاس بہت تھوڑے والنٹیئر رہ گئے تھے۔ وہ بھی کٹے پتنگ کی طرح اداس اور اکیلے اکیلے سڑک کے حاشیوں پر پھرتے تھے۔ بھاگڑ مچی فوج کا دوبارہ مربوط ہوکر لڑنا خوش قسمتی کا کھیل ہوتا ہے۔ ورنہ قانونِ قدرت یہی ہے کہ صفوں کے اکھڑے پاؤں نہیں جمتے۔ اسی لیے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے چار نمازوں کو موخر کردیا تھا لیکن سپاہ کی صفوں کو نہ چھوڑا اور میدان سے منہ نہ موڑا تھا۔ اسی باعث صفوں میں انتشار شکست کا پیش خیمہ ہوتا ہے، ٹوٹی ہوئی ہمتیں مشکل ہی سے بندھتی ہیں، اب بچی کھچی فوج کا بہترین استعمال کرکے جو فائدہ اٹھایا جاسکتا تھا، اٹھانے کا سوال تھا تاکہ تھوڑا عمل بھی زیادہ معلوم ہو۔

اس وقت کانگریس کی سول نافرمانی شروع تھی، لیکن احرار کے عدمِ شمولیت کے باعث اس کی حیثیت خالص

ہندوؤں کے مظاہرے سے زیادہ نہ تھی۔ ہمارے سامنے سوال یہ تھا کہ کانگرس کی سول نافرمانی میں شریک ہو کر انگریز کے گھاؤ کو گہرا کریں شاید یوں انگریز ریاست کے مسلمانوں سے انصاف کرنے پر مجبور ہو جائے۔ علاوہ ازیں یہ بھی مقصود تھا کہ کانگریس کی تحریک مسلمانوں کی شمولیت کے بغیر نہ رہ جائے۔ آخر یہی مناسب خیال کیا گیا کہ اپنے پلیٹ فارم کو قائم رکھ کر مقامی طور پر بدیشی کپڑے کی دو کانوں پر پکٹنگ لگا دی جائے۔ اس طرح مجلس اخراجات کی زیر باری سے بچے گی کیونکہ احرار کا خزانہ خالی ہو چکا تھا۔

گلینسی کمیشن کا تقرر:

ریاست کے اندر اور باہر کے حالات جب پورے طور پر مخدوش تھے، حکومت انگریزی نے بھڑکتے شعلوں پر پانی ڈالنے کے لیے گلینسی کمیشن کے تقرر کا اعلان کیا۔ حکومت پنجاب اب تک احرار کے تعاون کے لیے بے تاب تھی، اسے علم نہ تھا کہ ہماری تحریک رمضان کے مبارک مہینہ کی نذر ہو چکی ہے۔ سرسکندر حیات ذاتی طور پر یا سرکاری طور پر مسلمانوں کے کسی متفقہ مطالبے سے واقف ہونا چاہتے تھے۔ چنانچہ ان کی کوٹھی پر مختلف اسلامی جماعتوں کے نمائندوں کا اجتماع ہوا۔ میں احرار کی طرف سے، مرزا بشیر الدین محمود اپنی کشمیر کمیٹی کی طرف سے، ملک برکت علی لیگ کی طرف سے، غالباً محسن شاہ صاحب کشمیر کانفرنس کی طرف سے اور نواب مظفر خان ذاتی حیثیت میں شریک ہوئے۔ چائے کے ساتھ ساتھ ریاستی حالات پر بحث شروع ہوئی۔ مجھے اصرار تھا کہ ریاست کشمیر میں بھی پنجاب کا سادہ عملی آئین فوراً جاری کر دیا جائے۔ مرزا بشیر الدین محمود متردد تھا، غالباً دلیل یہ تھی کہ ریاست کا مسلمان ابھی تک ایسے آئین کے لیے تیار نہیں۔ کیا جانے کیوں مرزا بشیر الدین محمود نے یک بیک مجھ پر انتخابات میں کرم فرمائیوں کا ذکر شروع کر دیا۔ حاضرین کو اصل موضوع سے گریز پر تعجب ہوا، اور مجھے خلاف واقعہ احسان جتانے پر غصہ آیا۔ میں نے کہا مرزا صاحب کوئی الیکشن ایسا نہیں گزرا جس میں مرزائیوں نے میرے خلاف ایڑی سے چوٹی تک کا زور نہ لگایا ہو اور ایک میرا ہی کیا ذکر تمام آزاد خیال مسلمانوں کی مخالفت آپ نے مذہبی فرض سمجھا ہوا ہے۔ ہمارا بھی خدا کے فضل سے فیصلہ یہی ہے کہ اس جماعت کو مٹا کر چھوڑیں گے۔ ابھی اور بات بڑھا ہی چاہتی تھی کہ نواب مظفر خان نے بیچ بچاؤ کر دیا۔ آخر قرار یہ پایا کہ متفق ہو کر پنجاب کے موجودہ آئین کو ریاست میں نافذ کرنے پر زور دیا جائے۔ لیکن مرزا صاحب اپنے قول پر قائم نہ رہے اور گلینسی کمیشن کی تقرری کے اعلان کو تسلیم کر لیا مگر احرار نے اس کے ساتھ تعاون سے قطعی انکار کر دیا۔

جیل میں ورکنگ کمیٹی:

پنجاب گورنمنٹ کو اصرار تھا کہ احرار گلینسی کمیشن کے اعلان شدہ ''امور برتنقیح'' کا مطلب پنجاب کے آئین کا اجرا لے سکتے ہیں۔ مگر اعلان شدہ امور تنقیح طلب میں یہ بات صاف نہ تھی کہ یہ کمیشن کشمیر کے لیے پنجاب کا سا آئین مرتب کرنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں انگریز کے کمیشنوں کا ہمیں تجزیہ ہے کہ سبز باغ دکھا کر قوموں کو سراب کی نذر کر دیتے ہیں۔ اس لیے انگریزوں کی سیاسی تحریروں سے امید سے بڑھ کر امید کرنا اپنے آپ کو فریب میں مبتلا کرنا ہے۔ ورکنگ کمیٹی کئی بار جیل میں اکٹھی ہوئی ورکنگ کمیٹی کے ممبران کے علاوہ لاہور جیل کے دوسرے احرار قیدیوں سے ملنے اور مشورہ کرنے کی پوری آزادی تھی۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ کسی مسلمان جماعت کو بھی گورنمنٹ نے جیل میں ورکنگ کمیٹی کا اجلاس کرنے کا حق دیا۔ دنیا میں طاقت کا بول بالا ہے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس پر سر محمد شفیع

صاحب مرحوم نے بھی ان دنوں کانگریس کی قربانیوں کے مقابلے میں احرار کو بڑھا کر کہا تھا کہ ہندو سمجھ لیں کہ مسلمانوں میں احرار جماعت ہے۔ اس وقت کے حالات ایسے تھے کہ حکومت انگریزی بھی متاثر تھی۔ اس لیے جہاں کانگریس کو ایک سال پہلے آل انڈیا کانگریس ورکنگ کمیٹی کو جیل میں اجلاس کرنے کی اجازت دی گئی تھی ویسی اجازت احرار کو بھی دی گئی۔ لیکن دوستوں میں سے کسی نے گلینسی کمیشن کو قبول کرنا مناسب نہ سمجھا۔ مولانا مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید ہر ملاقات میں موجود رہتے تھے۔ وہ بھی احرار ورکنگ کمیٹی کے ہم خیال تھے۔ ہماری رائے یہ تھی کہ ان تنقیح طلب امور کی موجودگی میں گلینسی کمیشن کو کشمیر کے لیے ذمہ دار حکومت کی سفارش کرنے کا کوئی حق ہی نہیں۔ بجز اس کے کہ وہ بہت ہمت سے کام لے لیکن انگریز حقوق دینے کے بجائے حقوق لینے کا عادی ہے۔ مقدر نے اسے شاہ بنایا ہے۔ بنیا شاہ ہے آنکھ بچے تو ڈنڈی ضرور مار جاتا ہے۔ غرض احرار نے امور تنقیح طلب کو نامنظور کر کے قید کی پوری میعاد بھگتنے کا اعلان کر دیا اور ادھوری تمناؤں کے لیے آزادی حاصل کرنا گوارا نہ کی۔ اب سوائے جنگ کو جاری رکھنے کے چارہ کار نہ تھا۔

مسلمانوں میں حقہ نوشی:

یہ نہیں کہ ایک صرف میری ہی فطرت اس گندی عادت کی متحمل نہیں، بلکہ ساری ورکنگ کمیٹی اس امر کی شاہد عدل ہے کہ حقہ نوشی گندہ ذہنی کے علاوہ مسلمانوں میں کم ہمتی کا سب سے بڑا باعث ہے۔ حقہ نوش قوم کبھی سپاہی نہیں ہوسکتی۔ کسل اور کاہلی حقہ نوش قوموں کا امتیازِ خاص ہے۔ سول نافرمانی میں ہماری سب سے بڑی کمزوری یہی بدعادت تھی۔ حقہ نوشوں نے قیامت بپا کر دی۔ جیل میں آنے کے دو گھنٹہ بعد ہی منہ کھول کھول کر جمائیاں لینے لگے۔ کچھ اور عرصہ گذرا تو طبیعت پر اور قہر ٹوٹا دن گزرا تو صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹا۔ ساتھ والوں کی منتیں کرنے لگے کہ کہیں سے حقہ ملے تو عمر بھر احسان مانوں۔ جب تک حقے کی بجائے سگریٹ کے کش نہ لگائے برابر منہ سے پانی جاری رہا۔ جیل میں سگریٹ کی اجازت کہاں۔ جب نہیں ملتا تو جان پر بن جاتی ہے۔ رات کالی ڈائن کی طرح بال کھولے کھڑی نظر آتی ہے۔ دن پہاڑ دکھائی دیتا ہے مسلمان کو کئی کئی دن روٹی نہ ملے تو کچھ پروا نہیں۔ لیکن ایک حقہ سگریٹ کا ناغہ برداشت نہیں ہوتا۔ پیٹ پر پتھر باندھ سکتا ہے مگر نشے سے صبر نہیں کر سکتا۔ قوم کی عزت وشان بیچ کر معافی مانگ ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کا سیدھا راستہ لیتا ہے۔ پھر کیا نشے کے عادی افراد کے بل بوتے پر قومی جنگ جیتی جاسکتی ہے۔ حقے کی تباہ کاری کا حال زمینداروں کے حال میں اور نمایاں ہے ایک ہی گاؤں میں دو قومیں یعنی مسلمان اور سکھ بستے ہیں۔ یہ سکھ جہاں حقہ نوش نہیں وہاں ان کے کھیت لہلہاتے ہیں۔ اس کے برخلاف مسلمان زمینداروں کے کھیتوں میں خاک اڑتی ہے۔ جھاڑیاں کھڑی ہیں۔ حقہ نوش شخص صوفی کے مقابلے میں نصف محنت بھی نہیں کرتا۔ ایک ہی گاؤں میں سنیوں اور اہل حدیثوں کا حال دیکھو، اہل حدیث حقہ نہیں پیتے ان کی کھیتی زرا گلتی ہے۔ اسی جیسی زمین پر حقے کا عادی سنی کاشت کرتا ہے تو محض غم برداشت کرتا ہے اور کچھ پلے نہیں پڑتا۔ یہ اس لیے کہ حقہ نوش کاہل اور محنت سے جی چرانے والا ہوتا ہے سچ تو یہ ہے کہ حقہ نوش شخص حاملہ عورت سے بھی زیادہ ناکارہ اور نکما ہوتا ہے وہ تو پیٹ میں بوجھ اٹھائے پھرتی ہے، کام کے لیے ہاتھ خالی ہوتے ہیں مگر یہ بچے کا باپ بچے سے زیادہ بوجھل حقے کو ہاتھوں میں اٹھائے پھرتا ہے۔ حقہ اٹھانے والی قوم کھیتی کرنے اور ہتھیار اٹھانے کے لائق نہیں رہتی۔ اسلحہ اٹھا کر چلے یا حقہ ہاتھ سے ہل چلائے یا منہ سے نَے لگائے۔ کیا قیامت ہے کہ کافر تو صبح اُٹھ کر منہ صاف کرنے کی فکر کرتا ہے

مسلمان حقہ نوش ذہن کو اور گندہ کرنے کا سامان کرتا ہے۔

بعض لوگ طبی لحاظ سے حقے کو سگریٹ پر ترجیح دیتے ہیں، مگر احرار ان طبی ترجیحات پر بحث نہیں کرتے۔ ہمارے نزدیک دونوں سخت مضر ہیں۔لیکن حقے کا وزن حقہ نوش کو فوراً بیکار کر دیتا ہے۔ حقے کو سلگاؤ تو بیٹھ کر پیو، کھڑے ہو تو اس کو ساتھ اٹھاؤ ایک مصیبت ہے۔ سلگانے، تازہ کرنے میں کتنا وقت ضائع ہوتا ہے۔ حقہ نوش قوم کے نزدیک وقت کی کوئی قدر نہیں، محنت کی کوئی قدر نہیں۔ ذرا حقہ نوش مزدور کو عمارت کے کام پر لگا کر دیکھ لو، تمھیں خود اس بیان کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ کبھی آگ بناتا، کبھی سلگاتا، کبھی حقہ تازہ کرتا، کبھی اس کو کش لگاتا پاؤ گے۔ بھلا ایسی قوم کو کوئی مزدوری پر کیسے لگائے۔ان حالات کے پیش نظر خصوصاً تمبا کو نوشوں کی معافیوں کو دیکھ کر احرار نے فیصلہ کیا ہے کہ تمبا کو کے خلاف جہاد کیا جائے۔ کیسے مشکل کام پر ہاتھ ڈالا ہے۔ خدا خیر کرے مسلمانوں میں عادت راسخ ہو گئی ہے۔

ریاست سے ہجرت:

علاقہ میر پور میں زیادہ تر اسلامی آبادی تھی۔ وہاں جو ہل چل ہوئی تو انتظام مسلمان افسروں کے سپرد ہوا۔ غیر مسلموں کے مظالم ان کے مقابلے میں گرد ہو گئے۔ ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا۔ مصیبتوں سے کہیں پناہ نہ پا کر ریاستی مسلمان دھڑا دھڑ انگریزی علاقے میں چلے آئے۔ اف بے سروسامانی اور غریب الوطنی! گھروں میں آرام کے دن گزارنے والے کیا جانیں کہ رضا کارانہ جلاوطنی بھی کتنی دردناک ہوتی ہے۔ گھر کے درودیوار یاد آتے ہیں تو پہروں یاد آتے ہیں۔ وہ ہوائیں وہ فضائیں جن میں پرورش پائی ہو، دیارِ غیر میں بہشت کی فضاؤں اور ہواؤں سے زیادہ دل کش اور خوش گوار معلوم ہوتی ہیں۔ غریب الوطنی کی شام جیل کی شام سے زیادہ اداس اور گورِ غریباں سے زیادہ بھیانک نظر آتی ہے۔ اور صبح پھانسی کی صبح کی طرح زرد اور یاس انگیز دکھائی دیتی ہے۔ کون غریب ہے جو دکھیا ہونے کے بغیر گھر سے نکلتا ہے۔ جہلم کے کنارے یہ قافلے اترے۔ شہر ہے ہی کتنا جو مہاجرین کی بڑی تعداد کے لیے پناہ گاہ ہوتا۔ باشندوں نے بڑی جان لڑائی مگر یہ بوجھ ان کی برداشت سے زیادہ تھا۔ اس لیے سیالکوٹ کے غیور مسلمان پھر کام آئے۔ ایک بڑی تعداد کو اپنے شہر میں رکھنے کے لیے آئے آئے۔

میں اس نقل مکانی کو مناسب نہ سمجھتا تھا ہندوستان کے مسلمانوں کی افغانستان کی طرف ہجرت کا واقعہ میرے سامنے تھا۔ ایسے بوجھ کو تو سلطنت بھی برداشت نہیں کر سکتی اس لیے ہم نے وسیع پیمانے پر پروپیگنڈہ کیا کہ احرار کا ارادہ ہے کہ ہر شہر میں ریاست کے ان مہاجرین کو پہنچایا جائے، چونکہ اب ریاست میں انگریزی انتظام تھا۔ اس لیے انگریزی اور ریاستی حکام دونوں کو اپنی بدنامی معلوم ہوئی۔ انھوں نے مہاجرین کو واپس بلانے کے لیے آدمی بھیجے۔ لوگوں میں پھر ہیجان سا پیدا ہو گیا۔ کچھ امراء نے بھی رقم جمع کی اور یہ رقم ہمارے انتظام میں نہیں دی بلکہ جہلم میں ہجرت کمیٹی بنا کر یہ روپیہ اس کے سپرد کیا۔ کچھ رقم مظلومین ریاست کے لیے جمعیت العلماء کے دفتر میں آئی۔ انھوں نے بھی اس کو اپنے نمائندے کی معرفت خرچ کرنا مناسب سمجھا۔ ابھی مہاجرین کی آمد آمد تھی کہ ریاست کے حکام اور انگریزی پولیس کے تعاون سے پھر ان مہاجرین کو لاریوں میں لاد کر واپس لے گئے۔ بارے اتنا ہوا کہ مظالم کم ہوئے اور سب کو تسلی دی گئی کہ گلینسی کمیشن کا نتیجہ دیکھو ریاست کی کایا پلٹ ہونے والی ہے۔

باب سوم

بعض اوقات اخلاص جو روح جہاد ہے افلاس پر قربان ہو جاتا ہے۔ اگر چہ تحریک سے جان نکل چکی تھی۔ لیکن

مخلصین کا ایک حصہ ایسا ضرور تھا کہ اگر ان کے بچوں کے نان ونمک کا سامان کر دیا جائے تو وہ جیل کو کھیل سمجھیں۔ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ مالی مدد بہم پہنچائی جائے۔ سیالکوٹ میں ایک معقول رقم پڑی تھی، دوستوں نے مشورہ دیا کہ تم خود جاؤ لے آؤ۔ وقت کی بات ہوتی ہے کہ سیالکوٹ کے مقامی کارکن ایک کانگریسی دوست کے زیراثر آچکے تھے انہوں نے اتنے بھرے جلسے میں کہہ دیا کہ یہ رقم مرکز کو نہیں مل سکتی۔ یہ بہت ہی برا ہوا۔ اگر یہ مدد مل جاتی تو قیاس تھا کہ تحریک ایک ماہ اور بغیر ہماری کمزوری کے اظہار کے زور پر نظر آتی۔ یہ مہینہ فیصلہ کن ہوتا۔ حکومت انگریزی اور ریاست کافی گھبرائی ہوئی تھیں۔ تعجب نہ تھا کہ بہت بڑی عزت کے ساتھ سمجھوتہ ہو جاتا۔ دوست اور دشمن مسلمانوں کا اور لوہا مانتے۔

سیالکوٹ کی رپورٹ سے حکومت پر ہماری حالت بالکل واضح ہوگئی۔ آج کل کی حکومتیں ایسی بے خبر کہاں؟ اتنے مہینے میں مشکل میں ایک آدھ بار دفتر سے نیچے اترا تھا۔ سیال کوٹ سے ناکام واپسی پر اب لاہور میں مالی مدد حاصل کرنے کے لیے دروازے دیکھنے پڑے۔ سب کو معلوم ہوگیا کہ یہ بیمار نہیں ہوشیار ہے۔ بیماری کے نام پر خود کو داروگیر سے بچا رہا ہے۔ چنانچہ چیف سیکرٹری کی طرف سے حکم ملا کہ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر لاہور سے چلے جاؤ۔ اور اپنے وطن گڑھ شنکر میں نظر بند رہو، دوستوں نے یہی مشورہ دیا کہ جس راستے سب چلے اسی راستے تم چلو یعنی گھر نہ جاؤ جیل جاؤ۔

بزدل اور بہادر:

شاید نوجوان میری طبیعت سے اپنی طبیعت کا موازنہ کر کے فائدہ حاصل کرسکیں میں بے حد محتاط طبیعت ہوں۔ محتاط انسان کا خمیر مایہ بزدلی سے اٹھایا جاتا ہے۔ اس لیے طبیعت کے لحاظ سے بزدل ہوں۔ ہر قدم پر گڑھے نظر آتے ہیں۔ والدہ کی تربیت نے طبیعت میں فرض کا گہرا احساس پیدا کیا ہوا ہے۔ کچھ بہادر دوستوں کی صحبت بھی بزدلوں کو بہادر بنادیتی ہے۔ ان دو اثرات کے باعث پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہوں مگر میدان سے منہ موڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ ڈرتے ڈراتے بڑھا چلا جاتا ہوں۔ بہادری خوف سے بالکل بے نیاز ہو جانے کا نام نہیں۔ ڈرتے مرتے بڑھے جانے ہی کو شاید بہادری کہتے ہیں۔ اگر یہ نہیں تو میں ضرور بزدل ہوں مگر وقت پر کام دے جانے والا۔ شاید آج سے پہلے کسی کو میرا یہ راز معلوم نہ ہو کہ ڈرتے ڈرتے آگے بڑھتا ہوں۔ ممکن ہے کہ انھیں یہ غلط فہمی ہو کہ میں آتش نمرود میں بے خطر کود جانے والا ہوں۔ ہم میں سے میری طرح جو بھی بزدل ہے وہ فرض کا گہرا احساس ہی کرلے تو جماعت کا کام چل سکتا ہے۔ ورنہ بزدل لیڈر اپنی جان بچانے کو ساری پارٹی کی بربادی کا باعث ہوتے ہیں اور میدان سے پیٹھ دکھا کر فتح کو شکست میں بدل دیتے ہیں۔ بعض اوقات تو وہ لیڈری کا اعزاز چھوڑ کر الگ ہو جاتے ہیں۔ الٹے قدم لوٹا لینے کے جواز میں دلائل دینا شروع کرتے ہیں جس سے لوگوں میں بزدلی بڑھتی ہے۔ لیڈر کو بعض اوقات یہ احساس نہیں ہوتا کہ میں بزدل ہوں اس لیے چاہیے کہ دلائل میں دل کے تقاضوں کو دخل کا موقعہ نہ دے۔ صرف دماغ ہی سے سوچے جب دماغ یہ کہے کہ قربانی کا وقت آگیا ہے تو دل کی آواز پر کان نہ دھرے اللہ کا نام لے کر کود جائے۔ دنیا کے مفاد سے آنکھیں بند کر کے ہی آخرت کی دولت ملتی ہے۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ دل کے ہاتھوں میرے دماغ نے شکست کھائی ہے مگر عموماً دماغ ہی میرے دل پر حکمران رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میدان عشق ومحبت میں بھی دلائل سے کام لے کر وارفتگی سے بچ جاتا ہوں۔ اس

طرح احتیاط میرا جوہرِ خاص ہے میں نے اس تحریک میں بھی بچنے کی بڑی کوشش کی۔ مگر اب جب وقت آ گیا تو باوجود خرابیٔ صحت کے جو میری زندگی کا جزو لازم ہے۔ دوستوں کے مشورے کو قبول کرنے میں زیادہ تردد نہیں ہوا۔ مجھے اندیشہ تھا کہ اگر میں نے جیل کی نسبت نظر بندی قبول کی۔ تو جماعت کی بدنامی اور کئی نوجوانوں کی دل شکنی ہوگی جو باوجود افلاس کے بھی قیدیں صبر سے کاٹ رہے ہیں۔ اگر میں جیل کاٹ آیا تو دوست دشمن سبھی کہیں گے کہ احرار کا آخری سپاہی بھی ہمت نہ ہارا۔ یہ میں آپ بیتی سمجھ کر نہیں لکھ رہا۔ غرض صرف یہ ہے کہ جماعت کے ہر فرد کو معلوم ہو کہ قربانی میں ہر شخص کو خطرہ معلوم ہوتا ہے اور دل ڈرتا ہے۔ اس ڈر کو فرض کے احساس سے دور کرنا چاہیے۔ احساس زیاں اور خوف کے باوجود آگے بڑھنا ہی قربانی اور بہادری ہے۔ خوف کا دل کے کسی گوشے میں نہ ہونا اکثر ناممکن ہوتا ہے۔ خوف پر قابو پانا ہی مجاہد کی حقیقی کامیابی ہے۔ جس احرار کے دل میں اقدام کے موقع پر خوف طاری ہو۔ وہ اپنے کو بزدل سمجھ کر بھاگ نہ نکلے بلکہ احساس فرض کو سامنے رکھے اور کود جائے۔ اس طرح دنیا میں بہادری کے جوہر دکھائے۔

عورتوں کی سول نافرمانی:

غرض میں تکلیفوں کا چارج چوہدری عبدالستار کو دے گیا۔ مجھے ایک سال کی سزا ہوئی۔ مرحوم محض پر جوش مسلمان اور بے خوف مجاہد ہی نہ تھا بلکہ چوہدری عبدالحق بیرسٹر صدر میونسپل کمیٹی فیروز پور کا بھائی اور خود ڈسٹرکٹ بورڈ کا ممبر اور حزب الاختلاف کا لیڈر تھا۔ الیکشنوں کے کئی میدان مارے ہوئے تھا۔ اس طرح وہ سیاسیات میں خاصا منجھا ہوا تھا۔ لیکن مردہ تحریک کو زندہ کرنا کسی کے بس کا روگ نہ تھا۔ اس نے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے اور بڑے جتن کیے مگر خاکستر کو کون سلگا سکتا ہے؟ ناچار عورتوں کو آگے بڑھایا کہ شاید مردوں کی ہمت بڑھے۔ مگر ان کی نبضیں چھوٹی ہوئی تھیں۔ علاوہ ازیں سر ہری کشن کول کی جگہ مسٹر کالِون وزیر اعظم بنائے گئے تھے۔ ہندو کو بر سر اقتدار دیکھ کر مسلمان عوام بے قرار ہو جاتے ہیں۔ اب ریاست میں ایک انگریز کو حاکم دیکھ کر مطمئن ہو گئے تھے۔ اس لیے نہیں کہ ان کے خیال میں انگریز ہندو سے بہتر ہے بلکہ اس لیے کہ وہ ہندوؤں کے عوام کے ساتھ طرزِ عمل سے بے حد دل برداشتہ ہیں۔ جو ان سے اچھوتوں کا سا سلوک کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان عوام ان کو ہر شعبہ زندگی میں ذلیل رکھنا چاہتے ہیں بلکہ اس سلوک کا انتقام لینے کے لیے وہ اپنے جان اور مال کی بھی پروا نہیں کرتے۔

باوجود ان صاف حالات کے مرحوم نے ہمت نہ ہاری ان کی بیچاری اہلیہ نے مردوں کے مجمعوں میں جا کر چوہدری صاحب کی لکھی تقریریں سنائیں۔ مگر قوت بیان ہر ایک میں کہاں۔ عوام سامعین میں یہ نقص ہوتا ہے کہ وہ لیکچروں کو بھی سامان تفریح سمجھتے ہیں۔ جہاں تقریر لطافت وظرافت سے خالی پائی وہیں کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ جہاں کسی نے سر اور تال کے ساتھ کوئی شعر سنایا بغیر مطلب سمجھے جھوم گئے۔ ہر طرف واہ واہ کے ڈونگرے برسنے لگے۔ قیاس کرو ایسے مزاج کے عوام میں کوئی پردہ دار عورت لکھی ہوئی تقریر کو پڑھ کر کیا خاک اثر پیدا کر سکتی ہے۔ تاہم اس بہادر عورت نے بھاگ دوڑ میں حد کر دی مگر تحریک میں جان پیدا نہ کر سکی۔ آخر چھے ماہ کی سزا ہوئی۔ عموماً غیر مسلم عورتوں کو بہتر کلاس میں رکھا جاتا تھا لیکن یہ نیک خاتون معمولی قیدیوں میں دن کاٹ کر آئی۔

(جاری ہے)

اخبارُ الاحرار

ڈاکٹر محمد آصف، مرکزی ناظم دعوت وارشاد شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت مجلس احرار اسلام پاکستان کے ماہ فروری کی دعوتی، تبلیغی و تنظیمی مصروفیات

۱۱رفروری بروز جمعرات لاہور سے ظفروال کیلئے روانگی بعد نماز عصر ظفروال مولانا عبداللہ صاحب سے ملاقات و مشاورت ہوئی، بعد نماز عشاء مدرسہ کاشف العلوم میں شہر کے علماء کے ساتھ مشاورتی اجلاس اور فتنہ قادیانیت کی سرگرمیاں اور علماء کرام کی ذمہ داری کے موضوع پر گفتگو۔

۱۲رفروری بعد نماز فجر جامع مسجد عثمانیہ ظفروال میں عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر درس ہوا، اور جمعہ کا بیان جامع مسجد اقصی بمقام کنگرہ ضلع سیالکوٹ میں ہوا۔ بعد از نماز جمعہ کنگرہ سے ٹھرو منڈی پہنچے، جہاں ایک زیرِ تبلیغ قادیانی سے ملاقات ہوئی جو رات دیر تک جاری رہی، ملاقات کے بعد رات قیام کے لیے ظفروال واپس آ گئے۔

۱۳رفروری بعد از نماز فجر جامع مسجد ابراہیم ظفروال میں درس کی نشست ہوء، تقریباً ساڑھے گیارہ بجے ظفروال سے نارووال روانہ ہوگئے۔ قائداعظم کالج نارووال پہنچے جہاں پر پرنسپل تزئین صاحب کی دعوت پر کالج کے طلباء میں عقیدہ ختم کے موضوع پر تفصیلی گفتگو ہوئی اور بعد ازاں سوال جواب کی نشست بھی ہوئی جس میں عقیدہ ختم نبوت، حیات مسیح (علیہ السلام) اور امام مہدی (علیہ الرضوان) جیسے موضوعات شامل تھے، اس کے بعد پرنسپل صاحب کے دو شاگرد جو کہ اس کالج سے تعلیم مکمل کر کے جا چکے ہیں اور مختلف شعبوں میں ملازمت کر رہے ہیں قادیانی ہیں، اور انہیں پرنسپل صاحب نے ملاقات کیلئے کالج میں ہی بلا لیا تھا ان سے احمدیت (قادیانیت) کے کفر پر تفصیلی گفتگو ہوئی اور انہوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ ہم تو پیدائشی قادیانی ہیں ہم نے بہت زیادہ مطالعہ وغیرہ نہیں کیا اور انہوں نے اس بات کو سراہا کے ہمیں زندگی میں پہلی مرتبہ آپ نے اتنے پیار اور خلوص سے قادیانیت پر غور فکر کی دعوت دی ہے ہم آپ سے ملاقاتوں کے ذریعے ضرور اس پر غور کریں گے۔ اگر یہ کفر ثابت ہو جائے تو ہم اسے چھوڑ کر مسلمان ہو جائیں گے۔

بعد نماز عصر دو پہر کا کھانا کھایا۔ اسی دوران مولانا تنویر الحسن صاحب تلہ گنگ سے ہمیں لینے کے لیے نارووال پہنچے تقریباً ساڑھے پانچ بجے تلہ گنگ کے لیے روانہ ہوئے اور رات پونے دو بجے پہنچے۔ اتوار کو مولانا حذیفہ کے ولیمہ کی تقریب سے فراغت کے بعد مرکز احرار جامع مسجد ابوبکر صدیق میں نماز عصر ادا کی اور ضروری مشاورت کے بعد میاں اویس صاحب اور عامر اعوان صاحب کے ساتھ لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔ ۱۵ تا ۲۲رفروری لاہور قیام کے دوران نومسلمین کے مسائل اور ان کی کفالت کے لیے مشاورت اور نومسلم خاندانوں سے تربیتی نشستیں۔ ماہ شعبان میں ہونے والے پانچویں سالانہ دورہ تربیت المبلغین کے حوالے سے انتظامات کا جائزہ لیا ۲۳رفروری کو تنظیم اسلامی کے چوہنگ والے مرکز میں عقیدہ ختم نبوت، موجودہ دور کے فتنے اور ان کا مسلمانوں کو گمراہ کرنے والی چالوں، ان فتنوں کا تعاقب اور ان کے شر سے مسلمانوں کو خبردار کرنے کی ذمہ داری اور فتنوں میں مبتلا افراد کو دعوت دینے کے طریقہ کار پر تفصیلی نشست پڑھا کر بعد نماز ظہر مرکز احرار دار بنی ہاشم ملتان میں مرکزی مجلس شوری کے اجلاس منعقدہ ۲۵رفروری بروز جمعرات صبح ۹ بجے اور تحفظ ختم نبوت کانفرنس و تعزیتی ریفرنس حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ میں شرکت ہوئی۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس، فیصلے اور قراردادیں

ملتان (25 فروری 2021ء) مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے ایک بھرپور اجلاس میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری (مرحوم) کے انتقال کے بعد مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری کو 2022ء تک کی دستوری مدت کے لیے قائم مقام مرکزی امیر منتخب کرلیا گیا ہے۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے تقریباً پچاس ارکان اور دس مندوبین کا ایک اجلاس گزشتہ روز دار بنی ہاشم ملتان میں مرکزی نائب امیر ملک محمد یوسف کی صدارت میں منعقد ہوا اور اس میں مرکزی ناظم اعلیٰ عبداللطیف خالد چیمہ نے امیر مرکزیہ کے انتقال سے پیدا ہونے والے دستوری خلا کو پُر کرنے کے لیے طریقۂ کار سے ارکان شوریٰ کو آگاہ کیا، جس پر سید محمد کفیل بخاری کو متفقہ طور پر قائم مقام امیر مرکزیہ مقرر کیا گیا، جبکہ سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری کو نائب امیر مقرر کیا گیا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ جماعت کی مرکزی مجلس شوریٰ نے جس طرح مجھ پر اعتماد کا اظہار کیا ہے میں اس پر پوری جماعت کا شکر گزار ہوں، انہوں نے کہا کہ ہم اکابرِ احرار کے مشن کو اس کی روح کے مطابق زندہ و تابندہ رکھیں گے۔ عبداللطیف خالد چیمہ، ملک محمد یوسف، سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری اور دیگر رہنماؤں نے کہا کہ سیاست دین کے تابع ہے، اسلامی نظام کا نفاذ ہماری پہلی و آخری منزل ہے۔

دیگر متعدد اراکین شوریٰ نے اپنے اپنے خطابات میں حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دینی و ملی اور تعلیمی و تحریکی خدمات کو شاندار الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا اور کہا کہ وہ زہد و تقویٰ کے جس اعلیٰ معیار پر تھے اس کی فی زمانہ مثال ملنا مشکل ہے۔ انہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے لیے مثالی کردار ادا کیا۔ اجلاس کی قرارداد میں قادیانیوں کی غیر اسلامی اور غیر دستوری سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس میں ڈاکٹر محمد عمر فاروق احرار، میاں محمد اویس، مفتی عطاء الرحمان قریشی، عبدالکریم قمر، قاری محمد یوسف احرار، مولانا جمیل الرحمان بہلوی، محمد خاور بٹ، عبدالشکور احرار، مولانا فقیر اللہ، مولانا اللہ بخش احرار، مولانا محمد اکمل، مولانا محمد مغیرہ، مولانا فیصل متین سرگانہ، قاری محمد قاسم بلوچ، قاری محمد ضیاء اللہ ہاشمی، مولانا تنویر الحسن احرار، ڈاکٹر محمد آصف، محمد اشرف تائب، مولوی فقیر اللہ رحمانی، محمد قاسم چیمہ، مولانا محمود الحسن سمیت دیگر ارکانِ شوریٰ نے شرکت و خطاب کیا۔ اجلاس کے آغاز میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، جمعیت علماء اسلام کے رہنما حافظ محمد حبیب اللہ چیمہ، مولانا سیف الدین سیف اور تمام مرحومین کے لیے ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا۔ علاوہ ازیں مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے جماعت کی جملہ ماتحت شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ مارچ اور وسط اپریل تک قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری کی یاد میں ختم نبوت کانفرنسز کا اہتمام کریں۔

سولہویں سالانہ شہداء ختم نبوت کانفرنس و تعزیتی سیمینار

بیاد قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ

ملتان (26 فروری) مجلس احرار اسلام ملتان کے زیر اہتمام دارِ بنی ہاشم میں سولہویں سالانہ شہداء ختم نبوت کانفرنس و تعزیتی سیمینار بیاد حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ سابق امیر مجلس پاکستان، خانقاہ سراجیہ کندیاں کے سجادہ نشین حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ کی صدارت منعقد ہوا۔ تعزیتی سیمینار میں حضرت مولانا سیف الرحمٰن الھند (مدرس، مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ)، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا حافظ

ناصرالدین خاکوانی، جامعہ خالد بن ولید کھنگی کے مہتمم و شیخ الحدیث مولانا ظفر احمد قاسم، استاذ الحدیث مولانا محمد ازہر، مولانا محمد احمد ادریس ہوشیار پوری، مجلس احرار اسلام کے ناظم اعلیٰ عبداللطیف خالد چیمہ، ماہنامہ الاحرار کے مدیر سید محمد معاویہ بخاری، مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب امیر سید عطاء اللہ ثالث بخاری، مجلس احرار اسلام کے نائب ناظم اعلیٰ سید عطاء المنان بخاری، میاں محمد اویس، مولانا تنویر الحسن احرار، مجلس احرار کے ناظم شعبہ دعوت و ارشاد ڈاکٹر محمد آصف، مجلس احرار اسلام ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل، حافظ ضیاء اللہ ہاشمی، مولانا مفتی ھارون مطیع اللہ، محمد ظہیر فاضل (آزاد کشمیر)، بزم حسان پاکستان کے چیئرمین مولانا شاہد عمران عارفی، قاری سید انوار الحسن شاہ، قاری عبدالرحمٰن ملتانی، قاری عبدالرحمٰن رحیمی، جمعیت علماء پاکستان (نورانی) جنوبی پنجاب کے سیکرٹری جنرل علامہ محمد شفیق اللہ البدری، فرحان الحق حقانی، حافظ محمد اکرم احرار، بزرگ احرار رہنما شیخ حسین اختر لدھیانی، مولانا الطاف معاویہ نے شہداء ختم نبوت 1953 کوخراج عقیدت پیش کیا اور قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دینی وملی، سیاسی وقومی جدوجہد کوشاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان کے مشن پر کار بند رہنے کے عزم کو دہرایا۔

مجلس احرار اسلام کے مرکزی امیر سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ شہداء ختم نبوت کا تذکرہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے، ہم ان شہداء نے ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ومنصب ختم نبوت کی حفاظت کے لیے اپنا پاک و پوتر خون پیش کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ امیر شریعت رحمہ اللہ کے تمام فرزندان نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور ناموس اصحاب و ازواج رسول علیہم الرضوان کے تحفظ کے لیے اپنی زندگیوں کو وقف کر دیا اور اپنے عظیم والد کے مشن پر اپنی شناخت کے ساتھ پوری استقامت سے تادم زیست قائم رہے۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم اعلیٰ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ مجلس احرار اسلام ان شہداء ختم نبوت کو ہمیشہ یاد رکھے گی جنہوں نے لاہور سمیت ملک بھر میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا انہوں نے کہا کہ حضرت پیر جی رحمہ اللہ نے مجلس احرار کو مضبوط بنیادیں فراہم کیں اور زندگی بھر قادیانیوں سمیت تمام غیر مسلموں کو اسلام دعوت دیتے رہے۔ مولانا سیف الرحمٰن الممھند نے کہا کہ حضرت پیر جی شہداء ختم نبوت کے مشن کے وارث وامین تھے اور زہد و تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے جن کی فی زمانہ مثال ملنا مشکل ہے۔

☆......☆......☆

قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ میں شرکت کرنے والے زعماء احرار، علماء کرام، مشائخ، دینی جماعتوں کے رہنماء، سیاسی وسماجی شخصیات

خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین مولانا خواجہ خلیل احمد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مولانا پیر حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی، مولانا اللہ وسایا، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سیکرٹری جنرل مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ناموس صحابہ واہلبیت کے کنوینز مولانا عبدالروف فاروقی، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان کے امیر مولانا محمد الیاس چنیوٹی، مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی، مولانا مفتی محمد حسن، مولانا عتیق الرحمٰن ہزاروی، مولانا حبیب الرحمٰن درخواستی، مولانا زبیر احمد صدیقی، مولانا بشیر احمد شاد، علامہ خالد محمود ندیم، مولانا معاویہ امجد، مولانا سید محمد اسعد شاہ ہمدانی، مولانا ظفر احمد قاسم، مولانا عبدالکریم ندیم، مولانا منیر احمد منور، مولانا زاہد محمود قاسمی، مولانا فضل الرحمٰن درخواستی،

مولانا شبیر الحق کشمیری، مولانا محمد عابد مدنی، مولانا مختار احمد، مولانا محمد ازہر، مفتی محمد عبداللہ، مولانا کفایت اللہ، مولانا معاویہ محمود، قاری محمد طسن، مولانا حمود الرحمٰن، مولانا عامر محمود، مولانا عبداللہ مدنی، مولانا حبیب الرحمٰن اکبر، مولانا سلطان محمود ضیاء، مولانا عبدالمنان، مولانا محمد احمد حافظ، پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی، مولانا سیف اللہ، قاری شبیر احمد عثمانی، مولانا قاری عبدالحمید (چنیوٹ)، مولانا قاری محمد صدیق، قاری حامد صدیق (فیصل آباد)، مولانا عمر فاروق اصغر، مخدوم جاوید ہاشمی، ڈپٹی کمشنر ملتان محمد عامر خٹک سمیت ملک بھر سے علماء کرام، شیوخ الحدیث، مشائخ عظام اور مدارس و جامعات کے اساتذہ وطلباء کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کی پوری قیادت، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد معاویہ بخاری، سید عطاء اللہ ثالث بخاری، مفتی صبیح الحسن ہمدانی، قاری محمد یوسف احرار، مولانا تنویر الحسن احرار، مولانا محمد مغیرہ، مولانا محمود الحسن، مولانا محمد طیب معاویہ، قاری ضیاء اللہ ہاشمی، مولانا محمد اکمل، مولانا فیصل سرگانہ، قاری عطاء اللہ احرار، قاری ظہور الرحیم عثمانی، قاری عبدالرشید (فیصل آباد)، علی اصغر احرار، اشرف علی احرار، مولانا جمیل الرحمٰن بہلوی، ڈاکٹر محمد عمر فاروق احرار، ملک محمد یوسف، میاں محمد اویس، مولانا فقیر اللہ رحمانی، مولانا کریم اللہ، حاجی اشرف تائب، یعقوب چوہان، عبدالکریم قمر، مولانا محمد اسماعیل، حکیم محمد قاسم، قاری عبدالوحید، عبدالشکور احرار، مرزا واصف بیگ، ناصر ہاشمی، مولانا عابد مسعود ڈوگر، قاری محمد قاسم بلوچ، قاضی قمر الصالحین سمیت دیگر حضرات نے شرکت کی۔

دار بنی ہاشم تعزیت کے لیے تشریف لانے والی شخصیات

جمعیت علماء اسلام پاکستان کے امیر مولانا فضل الرحمٰن، شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، جمعیت علماء اسلام کے رہنما اور سینیٹر مولانا عطاء الرحمٰن، جماعت اسلامی پاکستان کے امیر جناب سراج الحق، صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد (نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان)، جمعیت علماء اسلام (س) کے رہنما مولانا محمد یوسف شاہ، جمعیت علماء اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا محمد امجد خان، صوبائی وزیر معدنیات حافظ عمار یاسر، ایم پی اے نوابزادہ منصور احمد خان، مولانا اسعد محمود مکی، مفتی انیس الرحمٰن، مولانا اللہ وسایا، حافظ عرفان احمد عمرانی، رفیق قریشی، مولانا سلطان محمود ضیاء، مولانا ایاز الحق قاسمی، قاری محمد یٰسین، مولانا حبیب الرحمٰن اکبر، میاں جمشید اجمل، حاجی زاہد مقصود احمد قریشی، مولانا مفتی محمد احمد انور (مانکوٹ)، علامہ عبدالحق مجاہد، مولانا ابوبکر عثمان الازہری، سید سلمان گیلانی، طاہر بلال چشتی، محمد فیصل حسان، ڈاکٹر عبدالرحمٰن، انٹرنیشنل ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر قاری شبیر احمد عثمانی مولانا عطاء الرحمٰن حقانی، مولانا مفتی حماد القاسمی، مولانا عبدالرحمٰن قاسمی، مفتی عثمان تونسوی، مولانا علی محمد، مولانا خلیل الرحمٰن درخواستی، جماعت اسلامی ملتان کے راؤ محمد ظفر اقبال، محمد آصف اخوانی، حافظ محمد اسلم، صہیب عمار صدیقی، صفدر محمود ہاشمی، مولانا انیس احمد مظاہری، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، مولانا ابوبکر عبداللہ جام پوری، مولانا ریحان ضیاء فاروقی، مولانا محمد شعیب، ممتاز قانون دان خواجہ محمد ادریس ایڈووکیٹ، مولانا محمد ابوبکر صدیق، ملک محمد اکرم وینس، پروفیسر عبدالواحد ندیم، پروفیسر عبدالواجد ندیم، طارق عزیز سندھو، مفتی عطاء الرحمٰن قریشی، حافظ عبیداللہ (اسلام آباد)، ابوبکر صدر بن مولانا مجاہد الحسینی، محمود الحسن میر، آصف رفیق رجوانہ ایڈووکیٹ، محمد اعجاز رجوانہ، مولانا غلام یٰسین (میلسی) مولانا ارشاد احمد (دارالعلوم کبیر والہ)، حضرت مولانا عمر فاوق بہلوی، مولانا نعمان حسن لدھیانوی، شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید (سانگڑھ)، قاری قیام الدین، مولانا عبدالحمید تونسوی، ممتاز دانشور طحہ قریشی (لندن) سمیت دیگر حضرات دار بنی ہاشم میں تعزیت کے لیے تشریف لائے۔

فون پر تعزیت کرنے والی شخصیات

پاکستان کے سابق صدر جناب محمد رفیق تارڑ، پنجاب اسمبلی کے اسپیکر اور مسلم لیگ (ق) کے صوبائی صدر

چودھری پرویز الٰہی جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر حافظ محمد ادریس، مولانا عبدالرؤف چشتی، ڈاکٹر مظہر معین (چیئر مین ادارہ ثقافت اسلامیہ)، پیر صوفی اقبال قریشی، سید محمد عارف (مکہ مکرمہ)، مولانا طلحہٰ رحمانی (ترجمان وفاق المدارس العربیہ) مسعود شورش، مولانا پیر عزیز الرحمٰن بنوری (کراچی) مولانا عبد الرحمٰن (قطر) مولانا محمد رفیق (ہوتہ)، چودھری محمد رفیق (مدینہ منورہ)، قاری محمد عبداللہ (مدرس مسجد نبوی شریف)، قاری شاہ محمد (مدینہ منورہ)، قاری محمد رفیق (جدہ)، مولانا فیصل عزیز (چاغی بلوچستان)، شیخ الطاف الرحمٰن، حاجی نذ حسین (خوشاب)، پروفیسر خالد شبیر احمد (چنیوٹ)، مولانا محمد عبد اللہ صدیقی (کراچی)، عرفان الحق ایڈووکیٹ (اسلام آباد)، مولانا ملک خلیل (چنیوٹ)، میاں محمد اجمل قادری، رانا عبدالرؤف (فرانس)، خالد عمران (کراچی)، سید محمد غانم اندرابی، سید محمد خاتم اندرابی، مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی، مولانا اسید الرحمٰن، مولانا محمد حنیف (معہد الفقیر جھنگ)، مولانا سید محمد زکریا شاہ (فیصل آباد)، سید باسط سلطان بخاری (جتوئی)، معروف دینی رہنما طارق مدنی، مولانا قاری اللہ داد (کراچی) جامعہ منظور الاسلامیہ لاہور کے مہتمم مولانا اسد اللہ فاروق، مفتی ظہیر احمد ظہیر (لاہور) برگیڈیئر (ر) ڈاکٹر فیوض الرحمٰن (کراچی) مولانا عاصم عمر قریشی، خواجہ مدثر محمود، علامہ عنایت اللہ رحمانی (اہلحدیث رہنما) جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر لیاقت بلوچ، قاری انوار الحسن شاہ بخاری، برطانیہ سے بزرگ عالم دین حضرت مولانا عبد الرشید ربانی ڈیوزبری سر پرست اعلی جمعیت علماء برطانیہ، علامہ قاری محمد عباس ہڈرسفیلڈ انفارمیشن سیکرٹری مرکزی جمعیت علماء برطانیہ وصدر مذہبی امور پاکستان پیپلز پارٹی برطانیہ، صدر مرکزی جمعیت علماء برطانیہ مولانا محمد بلال، سیکرٹری جنرل مرکزی جمعیت علماء برطانیہ، علامہ صاحبزادہ امداد الحسن نعمانی چیئر مین ختم نبوت ایجوکیشن سنٹر برمنگھم، مولانا منور احمد محمودی نائب امیر اوّل مرکزی جمعیت علماء برطانیہ، مولانا عبدالرزاق رحیمی نائب امیر دوم مرکزی جمعیت علماء برطانیہ، مولانا عطاء اللہ خان، امیر جمعیت علماء برطانیہ، مولانا سید اسد میاں شیرازی، مولانا محمد اکرم اکاڑوی خطیب جامع مسجد بلال ہڈرس فیلڈ وسیکرٹری جنرل جمعیت علماء برطانیہ، مولانا محمد امداد اللہ قاسمی، مولانا قاری عبدالرشید اولڈھم ناظم اعلی سواد اعظم اہل سُنت والجماعت برطانیہ، مولانا سید غضنفر الرحمان شاہ نائب سیکرٹری مرکزی جمعیت علماء برطانیہ، نائب امیر دوم مرکزی جمعیت علماء برطانیہ، رہنما مرکزی جمعیت علماء برطانیہ مولانا محمد قاسم برمنگھم، مولانا مطیع الرحمان، سیکرٹری جنرل ختم نبوت فورم یورپ مفتی فیض الرحمان، مولانا نصیبُ الرحمان علوی خطیب جامع مسجد عمر ہڈرسفیلڈ، حافظ عثمان سہیل خطیب جامع مسجد عثمان ہڈرسفیلڈ، صاحبزادہ مولانا عادل فاروق اولڈھم، مولانا رضاء الحق چیئر مین جامعہ الھُدیٰ نوٹنگھم، مولانا قاری شاہ حسین شاہ، قاری ابرار حسین شاہ، مولانا محمد احسن، حافظ مسعود الحسن نعمانی۔ آسٹریلیا سے مولانا سید خالد مسعود گیلانی خطیب گولڈ کوست، مولانا شبیر احمد، قاری سید اویس عامر گیلانی، قاری محمد صدیق امام روٹی ہل مسجد، مولانا عزیر اکبر خطیب ہولانڈ پارک، مولانا مفتی جنید اکبر، مولانا صہیب اکبر، مولانا یوسف پیر، مولانا عبد التواب، مولانا نظام الحق تھانوی، مولانا نظیر الحسن تھانوی، مولانا عبیر الحسن تھانوی، مفتی نعیم، مفتی امجد اقبال، مفتی عبد العزیز، مولانا محمد یوسف ندوی، مجلس احرار اسلام انڈیا کے صدر مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، نائب شاہی امام لدھیانہ مولانا محمد عثمان رحمانی لدھیانوی، ورلڈ اسلامک فورم لندن کے صدر مولانا عیسیٰ منصوری، ختم نبوت اکیڈمی کے ڈائریکٹر اور عالمی مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالرحمٰن یعقوب باوا، مولانا سہیل باوا، مولانا گل شیر شہید رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مولانا حافظ حسین احمد، مولانا عبدالرحمٰن کوثر مدنی بن مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ، مولانا محمد فواد، مولانا فیاض خان سواتی، بھائی شفیع الرحمٰن احرار، سمیت دیگر حضرات نے مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں اور خاندان امیر شریعت سے فون پر اظہار تعزیت کیا۔

تعزیتی پیغامات، بیانات

مولانا زاہد الراشدی:

حضرت مولانا سید عطاء المہیمن شاہ بخاری (ابن امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ) رضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، اللہ تعالیٰ حضرت کی خدمات کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے (آمین یارب العالمین)

مولانا فضل الرحمٰن

مولانا سید عطاء المہیمن شاہ بخاری کے انتقال پر انتہائی دکھ اور افسوس ہوا اور ذاتی طور پر ایک مشفق سرپرست اور دوست سے محروم ہوگیا۔ آپ کی علمی، دینی اور تحریک حلقوں میں خدمات قابل تحسین ہیں۔ متعلقین متوسلین اور اہل خانہ کے غم میں برابر کا شریک ہوں۔ اللہ کریم مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

سراج الحق

سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے صاحبزادے سید عطاء المہیمن کی وفات کا سن کر دلی صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اپنے جلیل القدر والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انھوں نے دین کی تبلیغ واشاعت میں زندگی گزاری، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

حافظ حمد اللہ

ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری کا انتقال ملی اور دینی حلقوں کے لیے بہت بڑا نقصان ہے ان کی وفات سے پیدا ہونے والا خلا مدتوں بھر پُرنہیں کیا جاسکے گا۔ انھوں نے اپنے خطبات سے ختم نبوت کا علم بلند کیا۔ ان کے متوسلین و متعلقین سے اظہار تعزیت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ مولانا کی دینی خدمات اپنے دربار عالی میں قبول فرمائیں اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائیں۔ آمین

مولانا عبدالغفور حیدری

ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری کا انتقال علمی اتحریکی حلقوں کے لیے بہت بڑا نقصان ہے ان کی وفات سے پیدا ہونے والا خلا مودتوں بھر پُرنہیں کیا جاسکے گا۔ انہوں نے اپنے خطبات سے ختم نبوت کا علم بلند کیا اور ملک میں قادیانی لابی کی سرکوبی کرتے رہے ان کے متوسلین و متعلقین سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔

مولانا محمد مکی حجازی (مکہ مکرمہ)، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا زاہد الراشدی، مولانا عبدالقیوم حقانی، پاکستان شریعت کونسل کے امیر مولانا مفتی محمد رویس خان ایوبی، مولانا محمد اکرم طوفانی، وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی، وزیر اعلیٰ پنجاب سردار عثمان احمد خان بزدار، وزیر مملکت ملک محمد عامر ڈوگر، سابق گورنر پنجاب ملک رفیق رجوانہ ایڈووکیٹ، سابق صوبائی وزیر حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، مولانا محمد الیاس گھمن، سید منیر احمد شاہ بخاری (جرمنی) محمد اسلم علی پوری (ڈنمارک) صدر شیخ عبدالواحد (صدر احرار ختم نبوت مشن یوکے)، مولانا محمد رفیق جامی، دارالعلوم مدنیہ بہاولپور کے شیخ الحدیث مولانا مفتی عطاء الرحمٰن، مولانا جمیل الرحمٰن عباسی، خواجہ عبدالمالک صدیقی، جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم مولانا فضل الرحیم، مولانا ارشد عبید، مولانا اسعد عبید، مولانا محمد حسن اشرفی، مولانا محبّ النبی، مقصود کشمیری۔

مسافرانِ آخرت

معروف صحافی جناب سیف اللہ خالد کی نانی صاحبہ 24 نومبر منگل کو انتقال کر گئیں نماز جنازہ بعد نماز ظہر چک نمبر 17/14 ایل اقبال نگر میں ادا کی گئی۔
ساہیوال ۔مجلس احرار اسلام ساہیوال کے کارکن مولانا شہزاد احمد کی چھوٹی ہمشیرہ 3 دسمبر جمعرات کو انتقال کر گئیں۔
چیچہ وطنی ۔ جماعت کے معاون محمد صہیب چیمہ کے خالو محمد اصغر وڑائچ 9 دسمبر بدھ کو انتقال کر گئے۔
چیچہ وطنی ۔ جمعیت علماء اسلام چیچہ وطنی کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل شیخ تنویر احمد کے بڑے بھائی پروفیسر ظہیر احمد 12 دسمبر ہفتہ کو انتقال کر گئے۔
چیچہ وطنی ۔مشہور احرار کارکن حکیم عبدالستار خالد چک نمبر 113 ۔12 ایل کی ہمشیرہ چودھری مشتاق احمد سرور چک نمبر 108 ۔7 آر کی والدہ ماجدہ اور حافظ محمد معاویہ راشد حافظ محمد مغیرہ خالد کی پھوپھی صاحبہ، انتقال 15 دسمبر
فیصل آباد میں ہمارے مہربان رانا جاوید اختر کے والد گرامی رانا محمد اسحاق 3 جنوری اتوار کو انتقال کر گئے جبکہ 22 جنوری جمعتہ المبارک کو ان کے بہنوئی رانا سعید احمد انتقال کر گئے۔
چیچہ وطنی کے اہلحدیث رہنماء اور مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے سابق ناظم نشریات شیخ صوفی محمد شفیق عتیق 5 فروری جمعتہ المبارک کو انتقال کر گئے۔
چیچہ وطنی ۔ چودھری محمد عاطف کے بہنوئی فیاض احمد قلعہ نوٹ سنگھ (ایمن آباد) انتقال، 5 فروری
چیچہ وطنی شیخ عبدالواحد گلاسکو کے ماموں اور ہمارے معاون شیخ محمد انوار الحق 6 جنوری بدھ کو انتقال کر گئے۔
چیچہ وطنی ۔ ہمارے معاون اور صحافی محمد عثمان چیمہ کے چچا مقبول احمد چیمہ 6 جنوری بدھ کو انتقال کر گئے۔
چیچہ وطنی ۔ مرکز احرار مسجد ختم نبوت رحمان سٹی چیچہ وطنی کے معاون خصوصی حاجی محمد رمضان 16 فروری کو انتقال کر گئے ان کی نماز جنازہ عیدگاہ میں ادا کی گئی۔
چیچہ وطنی ۔ دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی کے معاون بابا محمد اسلم انتقال کر گئے
چیچہ وطنی دفتر احرار جامع مسجد چیچہ وطنی کے کارکن محمد شاہد حمید کی خالہ 15 فروری کو فیصل آباد میں انتقال کر گئیں۔
چیچہ وطنی ۔ دارالعلوم ختم نبوت کے معاون حکیم نجیب اللہ ڈاکلیرہ رجوائیہ 336 گ ب، انتقال 20 فروری
ہوتہ: حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کے ہم سبق حضرت مولانا محمد رفیق رحمہ اللہ انتقال: یکم مارچ 2021ء
ماہڑہ: مجلس احرار ماہڑہ مظفر گڑھ کے سرپرست ماسٹر محمد شفیع اور بخاری اکیڈمی ملتان کے انچارج جام ریاض احمد کی ہمشیر، انتقال یکم مارچ۔
مجلس احرار اسلام گوجرانوالہ کے رہنما شیخ الطاف الرحمٰن بٹالوی اور ہمارے کرم فرما شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی کے چھوٹے بھائی شیخ خلیل الرحمٰن بٹالوی شدید علالت کے بعد انتقال کر گئے۔
لاہور: معروف عالم دین مولانا سیف الدین سیف گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔
ملتان: پروفیسر عابد صدیق مرحوم کے بھانجے اور ہمارے عزیز دوست رانا محمد حسان کی اہلیہ، انتقال: ۵ مارچ۔
اڈا ریاض آباد ضلع چنیوٹ مجلس احرار اسلام کے کارکن اور نقیب ختم نبوت کے مستقل قاری جناب ڈاکٹر سرفراز صاحب کے والد مکرم جناب محمد صادق مرحوم، فجر کی سنتوں میں انتقال فرما گئے۔ انتقال: 14 / جنوری بروز جمعرات۔

بیاد: ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

مجاہد ختم نبوت حافظ محمد حبیب اللہ چیمہ رحمۃ اللہ علیہ ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات جمعیت علماء اسلام پنجاب

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

زیر صدارت

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد دامت برکاتہم العالیہ

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں

بتاریخ: یکم اپریل 2021ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب

بمقام: مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی

خصوصی خطاب

مفکر اسلام عظیم دانشور شیخ الحدیث حضرۃ مولانا زاھد الراشدی دامت برکاتہم العالیہ گوجرانوالہ

مرکزی سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل

مہمان خصوصی

آل نبی اولاد علی نواسۂ امیر شریعت حضرۃ مولانا حافظ سید محمد کفیل شاہ بخاری مدظلہ العالی

امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

زیر سرپرستی

زیر نگرانی

تربیت یافتہ فرزندان امیر شریعت

حاجی جناب محترم عبداللطیف خالد چیمہ

جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام پاکستان

حضرت پیر جی قاری عبدالجلیل رائے پوری مدظلہ العالی

سرپرست جمعیت علماء اسلام ضلع ساہیوال

خصوصی خطاب

ممتاز اہلحدیث رہنماء حضرۃ مولانا علامہ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری

امیر متحدہ جمعیت اہلحدیث پاکستان

مبلغ ختم نبوت حضرۃ مولانا محمد سرفراز معاویہ حفظہ اللہ

مبلغ مجلس احرار اسلام پاکستان

خصوصی خطاب

مناظر ختم نبوت حضرۃ مولانا محمد رضوان عزیز حفظہ اللہ

مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ثناخوان مصطفیٰ حافظ حسن افضال صدیقی لاہور

نقیب کانفرنس حافظ حکیم محمد قاسم

ناظم مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی

شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی: رابطہ نمبر: 0305-8716709

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہوگیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح وشام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر وغم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY
کیئر فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores
24 گھنٹے سروس
اصلی اور معیاری ادویات کے مراکز

Head Office: Canal View, Lahore

اَلْحَمْدُلِلّٰہ!

فیصل آباد میں 13 برانچز کے بعد اب 11 شہروں جڑانوالہ، ننکانہ صاحب، شاہکوٹ، کھرڑیانوالہ، سانگلہ ہل، چک جھمرہ، چنیوٹ، جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ

آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے سروس